یکم شعبان ۱۳۸۸ہجری — ۲۴ر اخاء ۱۳۴۷ ہجری شمسی — ۲۴ر اکتوبر ۱۹۶۸ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۲ر اخاء۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۱۷ر اخاء کی رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلے کی نسبت بہتر ہے۔ احباب حضور کی صحت و سلامتی و درازیٔ عمر کیلئے التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں۔

● — محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل الاعلیٰ و وکیل التبشیر تحریک جدید ربوہ سے بتاریخ ۹ر اخاء مشرق بعید کے تبلیغی دورہ پر جانے کے لئے روانہ ہوئے تھے آپ ۱۴ر ماہ حال کو بخیریت سنگاپور پہنچ گئے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں آپ کا ہر طرح حافظ و ناصر ہو اور آپ کے اس دورہ سے اسلام اور احمدیت کے حق میں عظیم الشان نتائج ظاہر فرمائے آمین۔

قادیان ۲۲ر اخاء۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہٗ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہٖ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمدللہ۔

حقیقی فلاح وہی پاسکتا ہے جو قرآن کریم کے نور سے حصّہ لے

قرآنی انوار سے حصّہ لینے اور اس کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کی کوشش کرو

فضلِ عمر تعلیم القرآن کلاس کی اختتامی تقریب پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا روح پرور خطاب

مورخہ ۳۰ر وفا (جولائی) ۱۳۴۷ ہش کو ربوہ میں فضل عمر تعلیم القرآن کلاس کی اختتامی تقریب کے موقعہ پر تقسیم انعامات کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کلاس کے طلباء کو جس اختتامی خطاب سے نوازا اس کا مکمل متن ہدیۂ قارئین کیا جاتا ہے

ایڈیٹر

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

انسان کے ہاتھ میں

جس قدر بھی کتابیں ہیں اُن میں سوائے قرآن کریم (یا قرآن کریم کی تفسیر کے) کسی کے متعلق بھی یہ نہیں کہا جاسکتا کہ فلاں کتاب کے علوم انسان کو خدا کا مقرّب بنا دیتے ہیں۔ کیونکہ کتابیں لکھنے والوں نے اپنے علم کے مطابق اپنے علم کو کاغذ پر تحریر کیا اور علمی لحاظ سے انسان کو اُن کا فائدہ بھی پہنچا۔ لیکن جو علوم قرآن کریم سے تعلق رکھتے ہوں یعنی یہ کتاب عظیم جو ہمارے ہاتھ میں ہے یا اس کی تفسیر جو خدا کے مُطہّر بندے کرتے آئے ہیں ان کو ہم صرف علومِ قرآنی نہیں کہتے بلکہ انوارِ قرآنی بھی کہتے ہیں۔ اس لئے رُوحانی اور مادی لحاظ سے جس کو جتنا علم اس کتاب کا حاصل ہوجائے اسی حد تک اس کے اندر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک نور پیدا ہوجاتا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ ہدایت کی راہیں اس کے لئے روشن ہوجاتی ہیں۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ اس کتاب عظیم کا تعلق عمل کے ساتھ ہے۔ صراطِ مستقیم کو پالینے اور پھر اس پر چل کر خدا تعالیٰ کے قُرب کو حاصل کرنے کے ساتھ ہے۔ اگر کوئی شخص قرآن کریم کی تعلیم کو محض علوم کے رنگ میں حاصل کرے اور اس سے فائدہ نہ اٹھائے اور اس کے نُور سے حصّہ نہ لے تو اس کا یہ علم اس کے لئے جنّت نہیں خرید سکتا۔

اِس لئے میں اپنے

بچّوں کو اس طرف متوجّہ کرنا چاہتا ہوں

کہ ہم قرآن کریم کا علم اس لئے حاصل نہیں کیا کرتے کہ ہمیں محض کچھ علم حاصل ہوجائے۔ ہم قرآن کریم کا علم اس لئے حاصل کرتے ہیں کہ عمل کی راہیں ہمارے لئے آسان اور روشن ہوجائیں۔ اس وجہ سے ہم میں سے ہر ایک کے دِل میں یہ عزم قائم رہنا چاہیئے کہ ہم نے قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرنا ہے۔ دُنیا ہمیں جو مرضی ہے سمجھے۔ وہ ہمیں بیوقوف سمجھے۔ ہماری ہنسی اُڑائے۔ ہمیں پُرانے زمانہ کا انسان سمجھے۔ وہ جو مرضی ہے سمجھتی رہے۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ حقیقی سکون اُسے ہی ملتا ہے جو قرآن کریم کی روشنی میں اپنی زندگی کے دِن گزارے اور

حقیقی فلاح وہی پاتا ہے

جو قرآن کریم کے نُور سے حصّہ لیتا اور قرآن کریم کی بتائی ہوئی صراطِ مستقیم پر ہمت کے ساتھ اور عزم کے ساتھ اور جوش کے ساتھ اور پیار کے ساتھ اور محبت کے ساتھ اور ایک تڑپ کے ساتھ گامزن رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن کریم پر عمل کرنے کی توفیق عطا کرے۔

اب مَیں دعا کرا دیتا ہوں۔

ایک دُعا اس سلسلہ میں اور بھی ہوگی اور وہ سب طلبہ طالبات کی ہوگی۔ کیونکہ اس وقت یہاں آدھی کلاس ہے بلکہ آدھی سے بھی کم ہے۔ پاس ہونے کے لحاظ سے ۲/۵۔ ہمارے زمیندار بھائی جو محاورہ استعمال کرتے ہیں "پنج دو پنجی" کا یہی صورت یہاں ہوئی ہے۔ پاس ہونے کے لحاظ سے تین حصّے تو ہماری طالبات لے گئی ہیں اور دو حصّے صرف آپ کو ملے ہیں۔ ہے تو یہ بڑی شرم کی بات لیکن اس وقت مَیں آپ کو الوداع کہہ رہا ہوں اِس لئے مَیں آپ کو شرم نہیں دلاؤں گا۔ آپ ہی آپ آپ کے دِل میں احساسِ شرم پیدا ہوجائے تو اور بات ہے۔

بہرحال اس وقت دعا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضل سے توفیق دے کہ

ہم قرآنی انوار سے حصّہ لیں

اور اس کے بتائے ہوئے طریق پر اپنی زندگیوں کو چلائیں۔ ایک دُعا مغرب کے بعد مسجد میں ہوجائے گی۔ انشاء اللہ۔ اب دوست دُعا کرلیں۔

(اس کے بعد حضور نے حاضرین سمیت لمبی دُعا فرمائی)

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان .... ۲۴ ر اخاء ۱۳۴۷ ہجری شمسی

خدمتِ خلق ایک رُوحانی جذبہ

اندرونی و بیرونی حالات کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت دُنیا جہاں اقتصادی و معاشی بحران کا شکار ہو رہی ہے وہاں بہت سے ایسے مسائل بھی پیدا ہو چکے ہیں جن کا براہ راست انسان کی تمدنی زندگی سے تعلق ہے۔

انسان فطرۃً مدنی الطبع واقع ہوُا ہے۔ وہ ایک دُوسرے سے مل جُل کر رہنے کا عادی ہے۔ اُسے ایک ایسے معاشرے کی ضرورت ہے جس میں اچھے اخلاق، خوش معاملگی، بنی نوع انسان سے دلی ہمدردی، بھائی چارگی اور خدمتِ خلق کے اعلیٰ جذبات کارفرما ہوں ـــــ ایک ایسا ماحول درکار ہے جس میں ذہنی سکون اور قلبی اطمینان میسّر ہو۔

یہ ایک ایسا فطرتی جذبہ ہے جس سے کوئی بھی فرد اپنے آپ کو بے نیاز نہیں کرسکتا ـــــ ایک مزدور تپتی زمین اور جھلسا دینے والی دھُوپ میں محنتِ شاقہ سے چوُر ہو کر اگر اپنے بیوی بچوّں کے لئے روزی کا سامان مہیّا کرتا ہے تو اس کے پیچھے بھی یہی جذبہ کارفرما نظر آتا ہے کہ اپنے جگر گوشوں کے معصُوم چہروں کو خوش و خرم دیکھ کر ذہنی و قلبی سکون حاصل کرے۔ دوسری طرف ایک سرمایہ دار جو ہر قسم کے جائز و ناجائز ذرائع کو عمل میں لاکر تجوریوں کو بھرنے کا متمنی ہے اس کا منتہائے مقصوُد بھی اُسی فطری جذبہ کی تکمیل کرنا ہے جو مادیّت کے اس دَور میں عنقا ہے۔

دیکھنا یہ ہے کہ اب جبکہ بہت سے ایسے قوانین بنادیئے گئے ہیں جن سے انسان کے تمدنی و معاشرتی حقوق کی حفاظت کرنا مقصود ہے کیا اُسے یہ ذہنی سکون میسّر ہے؟ کیا اس کی زندگی پہلے ہی کی طرح تفکرات و آلام سے محفوظ ہے؟ ـــــ بیشک ایک مخصوص طبقہ ایسا بھی ملے گا جسے ظاہری سامانِ آسائش اور مادّی تعیش کے اسباب مہیّا ہیں لیکن وہ فطرتی تقاضا جسے ذہنی سکون اور طمانیتِ قلب سے تعبیر کیا جا سکتا ہے ہر فردِ بشر اس سے محروم ہے۔ ماہرینِ نفسیات اس ذہنی انتشار و بے چینی کے خواہ کچھ اسباب بیان کریں مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ انسانی ہمدردی اور خدمتِ خلق کا جو اعلیٰ جذبہ ہر شخص میں ہونا ضروری ہے وہ فی زمانہ خود غرضی اور ذاتی جلبِ منفعت کی گراں بار سِلوں تلے دب کر رہ گیا ہے۔ اسی نادر جذبے کے فقدان کا نتیجہ ہے کہ آج ذخیرہ اندوزی، چوربازاری، خویش پروری اور دھوکا بازی وغیرہ قسم کے کئی ایسے انسان سوز جرائم وحشی درندوں کی طرح دنیا کے معاشرے میں اپنے زہریلے پنجے گاڑ چکے ہیں جن کے انسداد سے حکام بھی نالاں ہیں۔

خود غرضی اور ذاتی مفاد پرستی کا یہ زہر صرف ہمارے ہی معاشرے تک محدود نہیں بلکہ عالمی سطح پر اپنا اثر چھوڑ چکا ہے۔ امریکہ و رُوس جو بزعم خود اپنے آپ کو ساری دنیا کا لیڈر اور امن و آشتی کا علمبردار گردانتے ہیں کوریا، ویتنام، اسرائیل اور چیکوسلواکیہ میں اُن کا جو کردار منظرِ عام پر آچکا ہے اس کے پیشِ نظر نہیں کہا جاسکتا کہ یہ بڑی طاقتیں خود غرضی اور مفاد پرستی سے بالا ہو کر کبھی بنی نوع انسان کے لئے حقیقی ہمدرد ثابت ہوسکیں گی۔ انہوں نے دُنیا کو تباہی کے گھاٹ اُتارنے کے لئے جو مہلک ہتھیار تیار کر رکھے ہیں کیا یہ سوچا جاسکتا ہے کہ کبھی یہ ہتھیار بنی نوع انسان کو حقیقی امن اور ذہنی سکون سے ہمکنار کریں گے ـــــ؟

اِس پُر آشوب زمانہ میں نفرت و تعصّب کی جو دیواریں کھڑی کر دی گئی ہیں ان کو منہدم کرنے کے لئے تمام ظاہری اسباب بے کار ثابت ہوئے ہیں۔ اب صرف ایک رُوحانی حربہ ہے جسے بروئے کار لانے کی ضرورت ہے۔ ہمارا اعتقاد ہے کہ اب یہی ایک حربہ ہے جو ذہنوں میں ایسا احساس پیدا کرنے میں کامیاب ہوگا کہ خدائے واحد کی مخلوق ہونے کے ناطے ہر انسان دُوسرے کا بھائی ہے۔ ہمارے نظریات وعقائد خواہ کتنے ہی مختلف ہوں انسانیت کے تقاضا کے تحت ایک دوسرے سے ہمارا رشتہ ایسا مضبُوط ہے جسے قطعاً منقطع نہیں کیا جاسکتا۔

ان حالات میں ہر فردِ بشر پہ عموماً اور ہر احمدی پر خصوصاً جو عظیم ذمہ داری عائد ہوتی ہے وہ محتاجِ بیان نہیں۔ ایک رُوحانی جماعت جو دلوں میں روحانی انقلاب برپا کرکے رضاءِ الٰہی کی راہوں پر گامزن ہونے کو اپنا نصب العین سمجھے اس کے افراد کے لئے ضروری ہے کہ اپنے حُسن و احسان کے دائرہ کو ہر ایک کے لئے وسیع کریں۔ ہم نے خدا کے اس برگزیدہ کی آواز پر لبیک کہی ہے جس کا نصب العین ہی یہ تھا کہ ؎

مرا مقصود و مطلوب و تمنّا خدمتِ خلق است
ہمیں کارم ہمیں بارم ہمیں رسمم ہمیں راہم

"یعنی میرا مقصود و مطلوب اور تمنّا مخلوقِ خدا کی خدمت ہے۔ یہی میرا منصب و ذمہ داری ہے اور یہی میرا فریضہ و طریقہ ہے۔"

اِس پُر آشوب دَور میں جبکہ انسان ہر جہت سے مظلوُمیت کا شکار ہو رہا ہے اس کی رُوح کسی ایسے ہی انسان کی متلاشی ہے جو اپنے دل میں ہمدردی و محبّت کا بیکراں سمندر موجزن کئے اُسے حقیقی اطمینان و سکون سے ہمکنار کرے۔ جس کا سینہ ہر فردِ بشر کے لئے وا ہو۔ اور جس کی نگاہ ہر چھوٹے بڑے کو یکساں دیکھ سکے۔

حضرت اقدس علیہ السّلام نے اپنی بعثت کا جو مقصد بیان فرمایا ہے آج وہ ہمارا مقصد بن چکا ہے۔ اسلئے ہر لمحہ اور ہر آن ہمیں وہ عہد اپنے پیشِ نظر رکھنا چاہئیے جو بیعت کرتے وقت ہم بایں الفاظ کر چکے ہیں کہ

(بیعت کنندہ اس بات کا اقرار کرے) کہ عام خلق کی ہمدردی میں محض لِلّٰہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

یہ عہد کوئی معمولی عہد نہیں۔ بلکہ آئندہ امن کی بُنیاد ہی اس پر رکھی جانے والی ہے۔ آئیے! آج ہم پھر اس کی تجدید کریں۔ اور اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش کریں جو ہم پر ڈالی گئی ہے۔

بہت سے ذرائع ہیں جن سے ہم خدمتِ خلق کا اہم فریضہ بجا لاسکتے ہیں۔ اور بہت سے طریقے ہیں جن سے ہم بنی نوع اِنسان کے حقیقی ہمدرد بن کر ان کے دلوں پر ایک اَمٹ اثر پیدا کرسکتے ہیں۔ ایسے ذرائع کا تلاش کرنا کوئی دشوار نہیں۔ ضرورت صرف اس جذبے کی اہمیت کو سمجھنے اور پھر اُس پر کاربند ہونے کی ہے۔ حضرت المصلح الموعوُد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ الفاظ اپنے اندر کتنی اہمیت کے حامل ہیں کہ:-

(بقیہ صفحہ ۸ پر)

آخر سچّائی پھیلے گی اور پاک تبدیلی ہوگی!

ملفوُظات سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعوُد علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

"..... یہ خدا کا فضل ہے کہ اُس نے عین (وقت پر۔ ناقل) ہماری دستگیری کی۔ اور مخلوق پر رحم فرمایا۔ چونکہ خود اس نے ایک غیر معمولی ہمّت اور استقلال ہم کو دیا ہے جو اپنے ماموُروں کو ہمیشہ دیا کرتا ہے۔ اِسی لئے اُسی قوّت اور طاقت کی وجہ سے ہم نہیں تھکتے۔ اور یہ ساری مخالفتیں جو اس وقت کی جاتی ہیں ایک وقت آتا ہے کہ ان کا نام و نشان مِٹ جائے گا۔ اور ہم اُمیدوار ہیں کہ وہ زمانہ آنے والا ہے۔ مَیں سچ کہتا ہوں کہ اس وقت آسمان باتیں کر رہا ہے۔ خدا چاہتا ہے کہ زمین کے رہنے والوں میں ایک پاک تبدیلی پیدا ہو۔ جس طرح سے ہر ایک بادشاہ طبعاً چاہتا ہے کہ اس کا جلال ظاہر ہو اِسی طرح منشاء الٰہی یونہی ہو رہا ہے کہ اس کی عظمت و جبروت کا اہلِ دُنیا کو علم ہو اور وہ خدا جو پوشیدہ ہو رہا ہے دُنیا پر اپنا ظہور دِکھائے۔ اِس لئے اُس نے اپنا ایک ماموُر بھیجا ہے تاکہ دُنیا کا جذام جاتا رہے ..... اِنسان ایک دم میں ہی ترقی نہیں کر لیتا بلکہ دُنیا میں قانونِ قدرت یہی ہے کہ ہر شئے تدریجی طور پر ترقی کرتی ہے۔ اس سلسلہ سے باہر کوئی شئے ہو نہیں سکتی۔ ہاں ہم یہ امید رکھتے ہیں کہ آخر سچّائی پھیلے گی۔ اور پاک تبدیلی ہوگی۔ یہ میرا کام نہیں بلکہ خدا کا کام ہے۔ اس نے ارادہ کیا ہے کہ پاکیزگی پھیلے ...... انسان پاک ہو جاوے اور اس پر کوئی داغ نہ رہے۔ اِسی واسطے اُس نے محض اپنے فضل سے یہ سلسلہ قائم کیا ہے۔"

(ملفوُظات جلد دوم صفحہ ۲۷۸ و ۲۷۹)

اُمّتِ مُسلمہ ایک عظیم وجود کی حیثیت رکھتی ہے جس کی روح اور زندگی رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے ہے

اس روحانی وجود کی ایک صفت یہ ہے کہ سب ایک دوسرے کیلئے دعائیں کریں اور رسولِ کریم کی بھی دعائیں حاصل کرنے کی کوشش کریں

جو لوگ اس وجود کا حصہ بنتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کے وارث کئے جاتے ہیں

جو لوگ اس وجود سے منقطع ہو کر یہ سمجھیں کہ ہمارے اندر کوئی ذاتی خوبی ہے وہ ہر قسم کی برکتوں سے محروم ہو جاتے ہیں

از سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۷ر تبوک ۱۳۴۷ ہجری شمسی مطابق ۲۷ر ستمبر ۱۹۶۸ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات قرآنیہ کی تلاوت فرمائی:-

اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝ رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ِ الَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ (المؤمن آیت ۸-۹)

فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ

(آل عمران آیت ۱۶۰)

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (نساء آیت ۶۵)

اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝

(آل عمران آیت ۱۷)

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ (حشر آیت ۱۱)

اس کے بعد حضور نے فرمایا:-

گزشتہ جمعہ میں نے بتایا تھا

کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارفع مقام کے طفیل اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں امتِ مسلمہ کو قائم کیا۔ یہ امت (یہ جماعت مومنین) ایک وجود کی حیثیت اور ایک وجود کا رنگ رکھتی ہے۔ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اس کی روح اور اس کی زندگی کا باعث ہیں۔ اور اس امت کے وجود کے سینہ میں نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا دل ہی دھڑکتا ہے اور یہ بتانے کے لئے کہ یہ ایک ہی وجود ہے اللہ تعالیٰ نے مختلف پیرایوں میں اس پر روشنی ڈالی ہے۔ کہیں ہمیں یہ بتایا ہے کہ اس مخالف کے مقابلہ میں جو اس وجود کو صفحۂ ہستی سے مٹانا چاہتا ہے وہ بنیانٌ مرصوص کی طرح ہیں۔ یعنی ایسی دیوار کی طرح ہیں جس پر پگھلا ہوا سیسہ ڈال دیا جاتا ہے اور وہ ایک جان ہو جاتی ہے۔ کبھی اس رنگ میں اسے پیش کیا کہ باہمی تعلقات ان کے لطف اور رحم کی بنیاد پر قائم ہیں۔ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ جس کی تفصیل نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمائی کہ جس طرح ایک جسم کا کوئی عضو بیمار ہو یا تکلیف میں ہو یا درد محسوس کرے تو سارا جسم ہی درد محسوس کرتا ہے یہی حالت امتِ مسلمہ یعنی جماعتِ مومنین کی ہے

اس جماعتِ مسلمہ نے

نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے فیوض

کی برکت سے آپؐ میں فنا ہونے کی توفیق پائی آپؐ کے رنگ سے رنگ پکڑنے کی توفیق حاصل کی اور آپ کی برکت سے یہ نعرہ لگانے کی بھی توفیق پائی کہ

اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

ہم سب خدا کے حضور ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے جھکتے ہیں۔ اور حقیقی اسلام پر قائم ہو کر اللہ تعالیٰ کے حکموں کا جُوا اپنی گردن پر رکھتے ہیں۔ جب اس امت نے اس مقام کو حاصل کیا اور اپنے پر ایک موت کو وارد کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک نئی زندگی عطا کی۔ ایک نیا وجود بنا دیا۔ اور اس روحانی وجود (جسے ہم امتِ مسلمہ بھی کہتے ہیں) کا ایک خاصہ اور ایک صفت یہ ہے کہ وہ سب ایک دوسرے کے لئے دعائیں کرنے والے ہیں۔ سب کو اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کی دعائیں حاصل ہیں۔ سب کے متعلق نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ باری ہے کہ ان کے لئے دعائیں کرو اور جو نتیجہ اس کا نکلنا تھا وہی نکلا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے وارث بنے۔

نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس حکم کی تعمیل میں امتِ محمدیہ کے لئے اس کثرت کے ساتھ دعائیں کی ہیں جو اپنی وسعت کے لحاظ سے بھی بے نظیر ہیں اور اپنی گہرائی کے لحاظ سے بھی حیران کن ہیں۔ ان کی چند ایک مثالیں میں اس وقت آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا

اَللّٰهُمَّ خُذْ بِنَوَاصِيْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اِلٰى طَاعَتِكَ

یعنی اے خدا تو اپنا فضل کر کہ اس امت سے بشری کمزوریاں ظاہر ہی نہ ہوں اور یہ دنیا کی لگام میں ایسا لگے کہ تو نے ان کو پکڑ کر اپنی اطاعت کے لئے اپنے ساتھ کھینچ کر لگا لیا ہے

پھر فرمایا کہ:-

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّتِيْ ثَلَاثًا

اے ہمارے رب میری امت سے مغفرت کا سلوک کرنا۔ میری امت سے مغفرت کا سلوک کرنا۔ میری امت سے مغفرت کا سلوک کرنا۔

پھر آپؐ نے فرمایا کہ

اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ خُلَفَائِيْ الَّذِيْنَ يَاْتُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ الَّذِيْنَ يَرْوُوْنَ اَحَادِيْثِيْ وَسُنَّتِيْ وَيُعَلِّمُوْنَهَا النَّاسَ (جامع الصغیر)

اے ہمارے رب میرے وہ خلفاء اور نائب جو میرے بعد دنیا میں پیدا ہوں ان سے رحمت کا سلوک کرنا اور ان کو اس بات کی توفیق دینا کہ وہ تیری رحمت کے مستحق ٹھہریں۔ تو انہیں اس بات کی توفیق دینا کہ وہ میری سنت

منظوم کلام — حضرت مسیح موعود علیہ السلام

بانئ اسلام سے عشق

جب سے یہ نور ملا نورِ پیمبر سے ہمیں
ذات سے حق کی وجود اپنا ملایا ہم نے

مصطفےٰ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے

ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام
دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے

اس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں
لاجرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہم نے

کا احیاء کریں اور میری سنت پر چلانے کے لئے امتِ مسلمہ کی تربیت کریں۔

پھر

ایک حدیث میں آتا ہے

کہ قرآن کریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جو قول بیان ہوا ہے کہ

رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَن تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہے کہ

إِن تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ

ان آیات کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پڑھ رہے تھے کہ آپ پر رقت طاری ہو گئی اور آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور کہا

اَللّٰهُمَّ أُمَّتِي اَللّٰهُمَّ أُمَّتِي وَبَكٰى

اے میرے رب میری امت کے ساتھ محض مغفرت کا سلوک کرنا۔ میری امت کے ساتھ محض مغفرت کا سلوک کرنا اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ والا سلوک نہ کرنا۔ حدیث میں آیا ہے کہ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے عاجزی اور زاری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے کہا کہ گو میں جانتا تو ہوں (وَرَبُّكَ أَعْلَمُ اس سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں لیکن) تمہیں میرا یہ حکم ہے کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو کہ کس وجہ سے ان پر اتنی رقت طاری ہو گئی ہے۔ وہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور دریافت کیا تو آپ نے بتایا کہ امت کے لئے جو فکر میرے دل میں ہے اس کے لئے جو مجھے تڑپ اور خیال ہے کہ میں مثلِ عَلَيْهِم کا حکم کما حقہٗ پورا کروں اس کی وجہ سے میں عاجزی اور رقت کے ساتھ اپنے رب کے حضور دعا کر رہا ہوں۔ جب جبرئیل علیہ السلام یہ جواب لے کر اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچے (اور اللہ تعالیٰ تو بڑی علیم ہستی ہے۔ اس سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں اس نے فرشتوں کو بتانا تھا کہ دیکھو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا کتنا بلند مقام ہے) اس نے جبرئیل علیہ السلام سے کہا کہ واپس جاؤ اور محمد (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) سے کہو

إِنَّا سَنُرْضِيكَ فِي أُمَّتِكَ وَلَا نَسُوءُكَ

کہ تیری امت کے متعلق جو تیری نیک خواہشات ہیں ہم وہ پوری کریں گے اور تجھ کو اس معاملہ میں بھی راضی کریں گے۔ اور جہاں تک اس امت کا سوال ہے تمہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی بلکہ باوجود اس کے کہ بعثتِ نبوی سے قیامت تک اس امت کا زمانہ پھیلا ہوا ہے اور دنیا کے ہر ملک میں، ہر رنگ و نسل میں اپنی اپنی طبیعتوں اور عادتوں کے ساتھ امتِ مسلمہ کے افراد پیدا ہونے تھے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ جو میری خواہش ہے کہ تیرے وجود میں گم ہونے والے اس مقام کو پائیں اور تیری بھی یہی خواہش ہے وہ مقام ان میں سے بہتوں کو ملے گا۔ اور اس سلسلہ میں تجھے دکھ نہیں پہنچے گا بلکہ تمہاری مسرت اور خوشی کے سامان پیدا کئے جائیں گے۔ (تفسیر جامع البیان زیر آیت ۳۶ سورۃ ابراہیم وصحیح مسلم کتاب الایمان)

یہ چند مثالیں ہیں

جو میں نے دی ہیں ورنہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لئے اس کثرت سے دعائیں کی ہیں کہ حقیقت یہی ہے کہ آپ کے علاوہ جب بھی کسی کی دعا قبول ہوتی ہے تو وہ اس لئے قبول ہوتی ہے کہ وہ اس فرد واحد کی دعا نہیں ہوتی بلکہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہوتی ہے اور جس امت کے ساتھ اس قدر مقبول ہستی کی دعائیں ہوں اس کے لئے یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ ساری کی ساری کسی وقت میں صراطِ مستقیم کو چھوڑ کر ضلالت کی راہوں کو اختیار کرے۔ جیسا کہ خود نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

غرض جب اس قسم کا عظیم روحانی وجود اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا کہ جس میں کروڑوں اربوں انسانوں نے شامل ہو کر جسم کے ذروں کی طرح اس جسم کو بنانا تھا جس کا زمانہ قیامت تک ممتد اور جس کی وسعت زمین کو احاطے میں لئے ہوئے تھی اس میں ایک خطرہ بھی تھا اور وہ یہ کہ یہ اربوں ارب افراد اپنی تمام بشری کمزوریوں کے ساتھ اس وجود کا حصہ بننے والے تھے اس لئے ضروری تھا کہ کوئی ایسا سامان پیدا کیا جائے کہ ان کی بشری کمزوریاں یا تو ظاہر نہ ہوں اور اگر ظاہر ہوں تو اللہ تعالیٰ کی مغفرت کچھ اس طرح انہیں ڈھانپ لے کہ ان کے بدنتائج نہ نکلیں۔ اس کے بغیر اس مقصد کو حاصل نہیں کیا جا سکتا تھا جس مقصد کو لے کر نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں مبعوث ہوئے

غرض اللہ تعالیٰ نے اس بات کا کہ امتِ محمدیہ میں شامل ہونے والے

نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے درختِ وجود کی شاخیں

اس طرح محفوظ کر لی جائیں کہ اگر بشری کمزوری ظاہر ہو جائے تو اس کا نتیجہ امت کے لئے بحیثیتِ مجموعی بُرا نہ نکلے یا اللہ تعالیٰ اس رنگ میں ان کی تربیت کرے اور اس طرح پر ان کی فطرت کو اپنی طاقت کا سہارا دے کہ ان سے کوئی بشری کمزوری ظاہر نہ ہو۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ سامان پیدا کیا (جس کا ذکر وضاحت سے قرآن کریم میں آتا ہے) کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ملائکہ مقربین اور وہ ملائکہ بھی جو ان کے ساتھ مختلف کاموں پر لگے ہوئے ہیں وہ مومنوں کی جماعت کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں اور ان کی دعا یہ ہے کہ اے ہمارے رب تیری رحمت ہر چیز پر حاوی ہے اور تیرا علم بھی ہر چیز پر حاوی ہے اس لئے ہماری دعا یہ ہے کہ

فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ

جس شخص سے بشری کمزوری سرزد ہو جائے اور پھر وہ ندامت کے ساتھ توبہ کا دروازہ کھٹکھٹائے تو اپنی مغفرت کی چادر میں اس کو ڈھانپ لے کیونکہ تیری رحمت بڑی وسیع ہے اگر وہ تیری راہوں کو اختیار کرنا چاہے اور تیرے قرب کے حصول کے لئے کوشش کرنا چاہے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے احسانات کا بدلہ پوری طرح اور پوری کوشش کے ساتھ ادا کرنا چاہے۔ وہ اتباعِ سبیل کرنا چاہے۔ تیرا علم وسیع ہے وہ خود بھی نہیں جانتا کہ اس میں کس قسم کی فطری کمزوریاں پائی جاتی ہیں لیکن تو جانتا ہے اسے۔ اے ہمارے رب ایسا سامان پیدا کر دے کہ یہ بشری کمزوریاں اس سے سرزد نہ ہوں اور وہ روحانی راہوں پر بغیر کسی روک کے آگے ہی آگے بڑھتے چلے جائیں۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کٹ نہ جائیں۔ کٹی ہوئی شاخ کی طرح آپ کے وجود کے درخت سے منقطع نہ ہو جائیں۔ یا اس ذرہ کی طرح نہ ہو جائیں جس کو جسم اپنے سے جدا کر دیتا ہے کیونکہ تیری رحمت بھی وسیع ہے اور تیرا علم بھی وسیع ہے۔ جو غلطی ان سے سرزد ہو گئی ہے تو اسے اپنی رحمت کی چادر میں ڈھانپ لے اور جس غلطی کے سرزد ہونے کا امکان ہے اور تو ہی اسے بہتر جانتا ہے تو ایسے سامان پیدا کر دے کہ اس قسم کی بشری کمزوریاں ان سے سرزد نہ ہوں اور ان کی فطرت کو تیری طاقت ہمیشہ سہارا دیتی رہے۔ اس طرح وہ اس عذابِ جہنم سے بچ سکتے ہیں جسے تیرے قہر کی آگ بھڑکاتی ہے۔

اور اے خدا کسی ایک زمانہ کے متعلق ہماری یہ دعا نہیں بلکہ انہیں بھی اور ان کے بڑوں کو بھی۔ پہلوں کو بھی اور بعد میں آنے والوں کو بھی تو

مغفرت کی چادر

میں ڈھانپتا رہے۔ یعنی یہ ایک لمبا زمانہ ہے جو قیامت تک چلا جائے گا۔ نسلاً بعد نسلٍ امتِ محمدیہ میں زیادتی اور کمی ہوتی رہے گی کچھ لوگ اس جہان سے گزر جائیں گے۔ اور کچھ اور پیدا ہو جائیں گے۔ پس تو پہلوں پر بھی اور جو حال کی نسل ہے ان پر بھی (اَزْوَاجِهِمْ ان کے ساتھی۔ یہ الفاظ حال کو بتا رہے ہیں) وَذُرِّيَّاتِهِمْ آئندہ آنے والی نسلوں پر بھی تو رحمت اور مغفرت کر۔ اور ان سے پیار کا سلوک کر اور ان کو اس قابل بنا دے کہ وہ محمد عربی (صلے اللہ علیہ وسلم) کے وجود کا حقیقی ذرّہ بن جائیں اور ان تمام نعمتوں سے وہ حصہ لیں جو تو نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے مقدر کی ہیں۔

غرض اللہ تعالیٰ نے فطری کمزوریوں سے محفوظ رکھنے اور فطری کمزوریوں کے ظاہر ہونے سے بچانے کے لئے یہ انتظام کیا کہ ایک طرف فرشتوں کو دعا پر لگا دیا اور دوسری طرف یہ انتظام کیا کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو فرمایا

وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ

تو ان کے لئے استغفار کرتا رہے تا اگر ان سے کوئی فطری کمزوری سرزد ہو تو اس کا بدنتیجہ نہ نکلے۔ تیرا رحم اس طرح جوش میں آئے کہ فطرت کی کمزوریوں کو تیری طاقت سہارا دیتی چلی جائے۔ اور کوئی بدی اور کمزوری واقع ہی نہ ہو۔ غرض نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی کہا کہ امتِ مسلمہ کے لئے استغفار کرتے رہو اور جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں میں امت کے لئے استغفار شامل تھا۔ اس لئے امتِ محمدیہ کو یہ کہا کہ تمہارا استغفار کرنا اس وقت تک بے نتیجہ ہے اور وہ تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا جب تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تمہارے لئے استغفار نہ کریں اس لئے

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذ ظَّلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ

جب امت میں سے کوئی شخص یہ سمجھے کہ اس سے کچھ غلطیاں سرزد ہو گئی ہیں اور یا وہ یہ سمجھے اور اسے یقین حاصل ہو کہ بہرحال مجھ میں بشری کمزوریاں پائی جاتی ہیں۔ اور میں اللہ تعالیٰ کے سہارے کے بغیر ان بشری کمزوریوں کے ظاہر ہونے سے نہیں بچ سکتا۔ غرض جب بھی ان دو کیفیتوں سے کوئی ایک یا دونوں احساس پائے جائیں تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ تیرے پاس آئے اور تجھ سے استغفار کے طریقے سیکھے۔ اور پھر استغفار کرے۔ لیکن یہ بھی کافی نہیں

وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ

پھر رسول بھی اس کے لئے استغفار کرے تب

لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا

وہ اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا اور مجاہدات کو قبول کرنے والا پائے گا۔ خالی اس فرد کا استغفار کرنا کافی نہیں

غرض امتِ مسلمہ سے کہا کہ

تمہارے لئے استغفار کرنا ضروری ہے

لیکن یہ بھی یاد رکھو کہ صرف تمہارا استغفار کرنا اور تمہارا یہ دعا کرنا ہی کافی نہیں کہ جو غلطیاں سرزد ہو گئی ہیں اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرمائے اور ان کے بد نتائج سے تمہیں محفوظ رکھے یا جن بشری کمزوریوں کا امکان ہے ان کا اظہار ہی نہ ہو، مغفرت کی چادر میں وہ چھپی رہیں اور اس طرح انسان اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ تمہاری یہ دعا قبول نہیں ہو سکتی جب تک کہ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا اس دعا کے ساتھ شامل نہ ہو۔ اس لئے ضروری ہے کہ انسان نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس روحانی طور پر پہونچے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر، آپ کا قرب پا کر، آپ سے استغفار کی راہیں سیکھے کر استغفار نہ کرے اور اپنی زندگی کو اس رنگ میں نہ گزارے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے استغفار کا خدا تعالیٰ کی نگاہ میں مستحق بن جائے۔ اس وقت تک امتِ مسلمہ کے افراد اللہ تعالیٰ کے تواب ہونے اور اس کے رحیم ہونے کے جلوے نہیں دیکھ سکتے۔ اگر کسی نے خدا تعالیٰ کی ان صفات (تواب اور رحیم) کے جلوے دیکھنے ہوں تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریق پر استغفار کرتے ہوئے خود کو اس کا مستحق بنائے کہ اسے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی دعائیں پہنچیں اور اس کے استغفار کے ساتھ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا استغفار شامل ہو جائے۔ تب وہ خدا تعالیٰ کی صفات تواب اور رحیم کے جلوے دیکھے گا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے

کہ تمہیں صرف اپنے لئے ہی نہیں ساری امت کے لئے استغفار کرنا ہے اور میں نے بتایا ہے کہ ساری امت کے افراد نے اپنی تمام بشری اور فطری کمزوریوں سمیت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود کا حصہ بننا تھا اس لئے ضروری تھا کہ ایک تو اگر گناہ سرزد ہو جائے تو اس کی معافی کا انتظام ہو اور دوسرے ایسا سامان ہو کہ اللہ تعالیٰ کی مغفرت کچھ ایسے رنگ میں انسان سے محبت کا سلوک کرے کہ اس کی طاقت اور قدرت انسانی فطرت کو سہارا دے اور فطرتِ انسانی اس سہارے کے بعد غلطیوں سے محفوظ ہو جائے۔ پس امتِ مسلمہ کو یہ کہا کہ تمہارا یہ فرض ہے کہ تمام مومنوں کے لئے استغفار کرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ سورۃ آل عمران میں فرماتا ہے

اَلَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

کہ وہ جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے ربّ ہم سب جماعتِ مومنین میں شامل ہو گئے ہیں فَاغْفِرْ لَنَا تو ہم کو اپنی رحمت کی چادر میں ڈھانپ لے۔ غرض یہاں ساری امت کے لئے دعا کرنا جماعتِ مومنین کی ایک صفت بیان کی گئی ہے اس کی وضاحت کرتے ہوئے سورۃ حشر میں یوں فرمایا

وَالَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ

کہ جس طرح بعد میں آنے والے مومن پہلوں کی دعا اور استغفار سے حصہ لینے والے ہوتے ہیں۔ اسی طرح وہ پہلوں کے لئے بھی دعا اور استغفار کرتے ہیں۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ

ان کی دعاؤں میں یہ دعا بھی شامل ہوتی ہے

کہ اے ہمارے ربّ تو ہماری غلطیوں کو بھی معاف کر اور ان کو بھی بخش دے جو ہم سے پہلے تیرے محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لائے۔ اور اے ہمارے ربّ جس طرح تو نے ان کی فطرت کو سہارا دیا اور بشری کمزوریوں سے انہیں محفوظ کر لیا۔ اسی طرح تو ہمیں بھی بشری کمزوریوں سے محفوظ رکھ اور ہماری فطرت کو بھی سہارا دے۔ غرض مومن اپنے لئے بھی دعائیں کرتے ہیں اور پہلوں کے لئے بھی دعائیں کرتے ہیں اور پھر بعد میں آنے والوں کے لئے بھی دعائیں کرتے ہیں

دونوں خطبوں کا مضمون یکجائی طور پر اگر مختصراً بیان کیا جائے تو یہ بنتا ہے کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ایک کامل اور مکمل مظہر صفاتِ باری کی حیثیت میں دنیا کی طرف مبعوث ہوئے اور آپ کی بعثت کا مقصد یہ تھا کہ انسان اپنے رب کو پہچانے اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم میں فنا ہو کر اپنی اپنی استعداد کے مطابق صفاتِ باری کا مظہر بنے۔ اس پاک وجود کو جو امتِ محمدیہ کہلاتی ہے (جسے ہم امتِ محمدیہ یا امتِ مسلمہ کہتے ہیں وہ ایک ہی وجود ہے اور اس کی روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس کا دل محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ اس کا نور نورِ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہے۔ یہ ایک پاک وجود دنیا میں قائم کیا گیا ہے جس کو قیامت تک کی زندگی عطا ہوئی ہے۔ یعنی امتِ محمدیہ کی اجتماعی زندگی قیامت تک کی ہے اور اس وجود کا پھیلاؤ زمین کے گوشہ گوشہ کو احاطہ کئے ہوئے ہے ساری دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔)

جس مقصد کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے ضروری تھا کہ یہ سارا وجود اور اللہ تعالیٰ کے فرشتے دعاؤں میں مشغول ہو جائیں کیونکہ دعا کے بغیر اور خدا تعالیٰ سے رحمت طلب کرنے اور رحمت پانے کے بغیر دنیا میں کوئی کامیابی بھی انسان کو نہیں مل سکتی کجا یہ کہ اتنی عظیم کامیابی حاصل ہو پس ضروری تھا کہ

امتِ محمدیہ ایک وجود کی حیثیت میں

دعاؤں میں مشغول ہو جائے۔ ان کی دعاؤں کا ایک بڑا حصہ یہ رہا ہے اور یہ رہے گا کہ اے ہمارے رب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس مقصد کے لئے مبعوث ہوئے تھے اس مقصد میں آپ کو اس رنگ میں کامیاب کر کہ دنیا کی کوئی کامیابی بھی اس کے مقابلہ میں پیش نہ کی جا سکے۔ انتہائی کامیابی آپ کو عطا کر۔ پھر ان دعاؤں میں یہ بھی شامل ہے کہ قرآن کریم کی عظمت دلوں میں بیٹھے اسلامی تعلیم انسان کی زندگی پر حکومت کرے۔ اور یہ سب اس لئے ہو کہ انسان کے دل میں خدائے واحد و یگانہ، قادر و توانا کی محبت پیدا ہو اور انسان اپنے ربّ کی صفات کا مظہر بننے کی کوشش کرے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ کے طفیل وہ اپنی استعداد کے مطابق اپنے دائرہ کمال کو پہنچے اور مظہر صفاتِ باری بنے۔ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی حکم ملا کہ اس امت کے لئے دعائیں کرو اور جو دعائیں آپ نے اس امت کے لئے کیں وہ امت کی مغفرت کے لئے ہیں۔ ہر دو معنی کے لحاظ سے کہ اگر کوئی غلطی سرزد ہو جائے چاہے وہ کسی زمانہ میں کسی فردِ واحد اور کسی قوم سے سرزد ہو تو اسے خدا تو اس کے بد نتائج سے امت کو بحیثیت امت محفوظ رکھنا اور دوسرے معنوں کے لحاظ سے بھی کہ اے ہمارے رب جو افراد تیرے اس مقدس درخت کی شاخیں بنیں گے وہ اپنی بشری اور فطرتی کمزوریوں کو ساتھ لے کر آئیں گے تو ایسا سامان کر دے کہ ان کی فطری اور بشری استعدادیں تیری طاقت کے سہارے طاقت پائیں اور فطری بشری کمزوریاں ظاہر نہ ہونے پائیں اور اس طرح یہ امتِ محمدیہ تیرے قرب کی راہیں زیادہ سے زیادہ حاصل کرتی چلی جائے۔

غرض چونکہ فرشتے امتِ محمدیہ کے لئے دعائیں کر رہے ہیں۔ چونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم امت کے لئے دعائیں کر رہے ہیں چونکہ یہ ساری کی ساری امت اپنے لئے اور ایک دوسرے کے لئے دعائیں کر رہی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ دیا ہے کہ جو لوگ بھی اس معنی میں اس وجود کا حصہ بن جائیں گے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے وارث ہوں گے اور چونکہ یہ ایک بہت بڑا وجود ہے اس کا زمانہ (یعنی اس کی اجتماعی زندگی) قیامت تک پھیلا ہوا ہے۔ وسعتوں کے لحاظ سے ہر ملک اور ہر براعظم اور ہر شہر اور ہر گاؤں سے اس کا تعلق ہے اور اس نے اب افراد اپنے پر ایک موت وارد کر کے اور اس وجود میں گم ہو کر ایک نئی زندگی پانے میں کوشاں ہوں گے اور وہ اپنی بشری کمزوریاں ساتھ لے کر جائیں گے۔ ان بشری کمزوریوں سے حفاظت کا کوئی سامان پیدا ہونا چاہیئے تھا اور وہ سامان اللہ تعالیٰ نے استغفار کے ذریعہ پیدا کیا ہے اور میں نے بتایا ہے کہ یہ سامان استغفار کے ذریعہ اس طرح پیدا کیا گیا کہ فرشتوں کو حکم ہوا کہ تم اس امتِ مسلمہ کے لئے دعاؤں میں مشغول ہو جاؤ اور دعا کرو کہ اگر کوئی بشری کمزوری سرزد ہو جائے تو اس کے بد نتائج سے وہ محفوظ رہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اسی طرح بھی اس امت کے شاملِ حال رہے کہ اس کی فطری کمزوریاں ظاہر ہی نہ ہوں ان تمام امکانی کمزوریوں پر اللہ کی رحمت اور مغفرت کی چادر کچھ اس طرح پڑ جائے کہ ان کا منہ اس چادر سے باہر نہ نکلے اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ امت مسلمہ کے لئے استغفار میں مشغول ہو جاؤ اور مومنوں کو یہ کہا کہ ایک دوسرے کے لئے استغفار کرو اور ساتھ ہی ان کو یہ بھی کہا کہ صرف تمہاری استغفار کافی نہیں جب تک تم دو شرطوں کو پورا نہ کرو۔ ایک شرط یہ کہ

استغفار اس رنگ میں کرو

جس رنگ میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تمہیں بتایا ہے۔ اپنی طرف سے استغفار کے طریقے ایجاد کرنے کی کوشش نہ کرو بلکہ جو طریقے استغفار کے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائے ہیں انہی طریقوں سے تم استغفار کرو اور دوسری شرط یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی تمہارے لئے استغفار کر رہے ہوں۔ اگر تم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریق پر استغفار کرو گے اور تم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے استغفار کے خدا تعالیٰ کی نگاہ میں مستحق ٹھہر و گے تو اللہ تعالیٰ اپنی مغفرت کی چادر میں تمہیں لپیٹ دے گا اور تم انفرادی حیثیت میں بھی اور اجتماعی حیثیت میں بھی گناہ کے وقوعہ کے بعد یا گناہ کے وقوعہ سے پہلے اس کے امکان اور امکانی مضرتوں سے محفوظ کر دئے جاؤ گے

پس اللہ تعالیٰ نے امتِ مسلمہ یا جماعتِ مومنین کا ایک عظیم وجود پیدا کیا۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پر ایک موت کو وارد کیا اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل ایک نئی زندگی اپنے رب سے پائی

یہ وہ لوگ ہیں جن کو ابدی حیات ملی۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی زندگی کا مدار محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رُوح پر ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے سینوں میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا دل دھڑک رہا ہے۔ جن کی زبانوں پر وہی آتا ہے جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پسند ہو۔ جن کی آنکھیں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے رب کے نور سے منور ہیں۔ جن کے ہاتھ، جن کے پاؤں اور جن کے جوارح وہ ہیں جو خدا تعالےٰ نے اس نئی زندگی کے بعد انہیں عطا کئے ہیں اور وہ تمثیلی زبان میں اللہ ہی کے ہاتھ اور اللہ ہی کے پاؤں اور اللہ ہی کی آنکھیں اور اللہ ہی کے جوارح ہیں۔ غرض

یہ ایک عظیم وجود پیدا کیا گیا ہے

اور جو شخص اس وجود سے خود کو منقطع سمجھتا ہے اور اپنے اندر کوئی ذاتی خوبی اور بڑائی سمجھتا ہے وہ خدا کی نگاہ میں ایک دھتکارا ہُوا وجود ہے۔ کیونکہ ہر برکت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہی مل سکتی ہے اور جس نے آپؐ کو اور آپؐ کے روحانی وجود کو چھوڑا اور اس سے منقطع ہو گیا اور اس سے قطع تعلق کر لیا وہ خدا تعالےٰ کے ارشاد کے مطابق ہر قسم کی برکتوں اور فضلوں سے محروم ہو گیا۔

اللہ تعالےٰ ہمیں اپنی پناہ میں رکھے

اور اللہ تعالےٰ ہمیشہ ہمیش اس بات کی توفیق عطا کرتا چلا جائے کہ ہم شیطانی زندگی پر خدا کی راہ میں موت کو ترجیح دینے والے ہوں اور اس کی راہ میں موت کو قبول کرنے والے اور اس کے فضل سے ایک نئی زندگی پائیں جو رحمتوں والی ہو جو انوار والی ہو، جو مسرتوں اور لذتوں والی ہو۔

اللّٰھم آمین

(الفضل ۹ر اخاء ۱۳۴۷ ہش)

وصیّت ایک مقدس عہد ہے

اللہ تعالےٰ کے خاص ارشاد کے ماتحت سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قائم فرمودہ وصیت کا نظام بیحد بابرکت ہے جو شخص اس مبارک نظام میں شامل ہوتا ہے وہ اللہ تعالےٰ سے ایک عہد کرتا ہے کہ وہ اپنی روحانیت کو بھی سنوارے گا اور جماعت کے مالی نظام کو بھی مضبوط کرے گا۔ اور اپنی زندگی کی آخری سانس تک اس عہد پر قائم رہے گا اللہ تعالےٰ غیر موصیوں کو اس بابرکت نظام میں شامل ہونے کی توفیق بخشے

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

ایک معزز غیر از جماعت مسلمان کے تاثرات

ربوہ میں دو ہفتے

از مکرم میر اسد علی صاحب بی اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ حیدرآباد دکن۔ بھارت

مکرم میر اسد علی صاحب ایڈووکیٹ حیدرآباد دکن کے ایک معزز مسلمان ہیں۔ آپ مشہور شیعہ لیڈر علامہ رشید ترابی صاحب کے قریبی عزیزوں میں سے ہیں۔ حکومتِ نظام کے زمانہ میں ڈپٹی کلکٹر کے عہدہ پر بھی رہ چکے ہیں آجکل وہاں وکالت کرتے ہیں۔ آپ ربوہ تشریف لے گئے۔ وہاں سے واپسی آپ نے اپنے تاثرات ہمیں اشاعت کیلئے ارسال فرمائے تھے جو ۲۱ نبوت کے بدر میں شائع ہوئے بعض احباب نے تبلیغی نقطہ نظر سے انہیں دوبارہ شائع کرنے کی خواہش کی ہے جسکی یہ تعمیل ہے

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

"مجھے ربوہ جانے کا اتفاق ہُوا۔ میں نے جو چیزیں عام افواہ کے خلاف دیکھیں ان کا اظہار بسطورِ ذیل میں کر رہا ہوں تاکہ اسلامی فرقوں میں اتحاد ہو اور دیگر فرقِ اسلامی اس اعلےٰ درجہ کی عملی زندگی، تنظیم اور تبلیغ کو اپنائیں وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلَاغ

ربوہ کی بستی

"ربوہ" لاہور سے تقریباً ایک سو میل بجانب جنوب مغرب شہر سرگودہا سے قریب دریائے چناب کے کنارے تین جانب چھوٹی پہاڑیوں سے گھرا ہوا واقع ہے جو جماعت احمدیہ کا صدر مقام ہے۔ یہاں اندرونِ پاکستان اور مغربی ممالک کی احمدی جماعتوں کے تنظیمی اور تبلیغی شاندار دفاتر ہیں جو سلیقہ سے تعمیر ہوئے ہیں۔ اور خوبصورت لانس اور پھلواریوں سے مزین ہیں۔ اس کی آبادی پندرہ ہزار بتلائی جاتی ہے۔ تقریباً کئی سو مکانات پختہ اور دیدہ زیب ہیں۔ جن میں شہری ضروریات مہیا ہیں۔ باقی مکانات اوسط درجہ کے مگر پختہ ہیں۔ آبادی کو ایک پلان کے تحت بسایا گیا ہے۔ اس کو بسانے کی ابتداء پندرہ برس اُدھر کی گئی اور اس قلیل عرصے میں، اس قدر ترقی کارکنانِ جماعتِ احمدیہ کی سلیقہ شعاری اور انتھک کوششوں کی دلیل ہے۔ تقسیم ہند کے فوراً بعد بنظرِ تحفظ قادیان کی احمدی آبادی کو بہ ہزار دقّت لاہور منتقل کیا گیا۔ حضرت امام صاحب جماعتِ احمدیہ کو فکر دامنگیر ہوئی کہ اپنی جماعت کو لاہور کی رنگینیوں سے دور رکھا جائے۔ حضرت موصوف نے اس منتقلی آبادی سے پہلے خواب دیکھا تھا کہ وہ ایک ایسے مقام پر ہیں جو بلندی پر واقع ہے اور اس کے ایک جانب دریا بہہ رہا ہے اور تین جانب چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں ہیں۔ لاہور آنے کے بعد ایسے مقام کی تلاش کرائی گئی۔ ایک سال کی جستجو کے بعد اس مقام کو بعد معائنہ پسند فرمایا اور حکومت سے تقریباً بارہ سو ایکڑ اراضی جو ہمیشہ سے ویران رہتی تھی خرید لی۔ زمین بہت شور ہے اور بیشتر مقامات پر کھاری پانی دستیاب ہوتا ہے جو پینے کے لئے ناموزوں اور دیگر ضروریات کے لئے بھی غیر مطبوع ہے۔ اس کے باوجود موجودہ لانس اور پھلواریاں کو دیکھ کر بے ساختہ زبان سے نکل جاتا ہے کہ

"زمینِ شور سنبل بر نیارد کون کہتا ہے"

ربوہ قرآن کا لفظ ہے اور بلندی کے معنوں میں استعمال ہُوا ہے چونکہ یہ مقام بلندی پر واقع ہے اور قرآن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تعلق سے مستعمل ہوا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی (جنہیں مسیح موعود مانا جاتا ہے) کے خلفاء نے ادبی نقطۂ نظر سے بھی یہ نام پسند کیا ہو۔

ربوہ کی آبادی لاہور سرگودہا کی شاہراہ پر واقع ہے۔ اس آبادی سے دو تین میل کے فاصلہ پر دریائے چناب بہتا ہے جس پر ریل کا پل ہے جس کے اوپر موٹروں اور دیگر سواریوں کے گزرنے کے لئے سڑک تعمیر کی گئی ہے۔ یہ پل لاہور، لائل پور جیسے مقامات کو سرگودہا سے جو ایک مقام ہے ملاتا ہے۔ اس آبادی کی خصوصیت یہ ہے کہ بغیر حکومت کی امداد کے جماعتِ احمدیہ نے اس بستی کو اپنے فنڈ سے بسایا ہے۔ سڑکیں مکانات بازار وغیرہ جماعت کے ذاتی تعمیر کردہ ہیں۔ اس آبادی میں بھی جیسا کہ پنجاب بھر میں قدم قدم پر ہینڈ پمپس ہیں۔ پانی ہینڈ پمپس سے کثیر مقدار میں فراہم ہوتا ہے۔ انسانی اور حیوانی ضروریات کے علاوہ باغبانی کی ضروریات بھی پوری ہوتی ہیں۔ حکومت کی جانب سے دریائے چناب سے سربراہی آب کی کوششوں کے آثار پائے جاتے ہیں۔ جس کی تکمیل کے لئے کچھ مدت درکار ہو گی۔

آمد و رفت کی سہولتیں

شاہراہ پر ہر وقت بسیں چلتی ہیں۔ جو سرگودہا اور لائل پور کو جاتی ہیں۔ بسیں آرام دہ اور تیز رفتار ہیں کرائے کم ہیں۔ اس کے علاوہ یہاں ریلوے اسٹیشن بھی ہے جو حال میں تعمیر ہوا ہے اور مقامی ضروریات کے لئے کافی ہے۔ ریلوے لائن آبادی کو دو حصوں میں تقسیم کرتی ہے جس پر تیز رفتار ٹرینیں بھی چلتی ہیں اور یہاں سے لاہور اور کراچی کو بھی آسانی سے جایا جا سکتا ہے۔ اس لائن پر درمیانی اسٹیشنوں کے لئے ریل کاریں بھی چلائی جاتی ہیں۔ ایک ڈاکخانہ مع تارگھر بھی ہے۔

جماعت کے اخراجات سے ایک اچھا ہاسپٹل بھی تعمیر کیا گیا ہے جس میں اطراف و اکناف کے لوگ بغرض علاج آتے ہیں۔ یہ دواخانہ قابل ڈاکٹروں کی زیر نگرانی ہے

آبادی کے وسط میں ایک گول بازار ہے جس میں سے پانچ چھ سڑکیں نکلتی ہیں اور ان سڑکوں کے بازوؤں میں مکانات و دفاتر تعمیر کئے گئے ہیں۔ ۲۴ محلے ہیں اور ہر محلے میں ایک مسجد ہے۔ ایک کمیٹی ہے جو آپسی جھگڑوں کے علاوہ محلے کے لوگوں کے نماز و روزہ کی بھی نگرانی کرتی ہے۔ آبادی میں اگرچہ پولیس کی چوکی بھی ہے مگر یہاں کے لوگ اپنے تصفیے محلے کی کمیٹی سے طے کراتے ہیں جس کا مرافعہ جماعت کی ایک اعلےٰ کمیٹی کرتی ہے جس میں جماعت کے زعماء ہوتے ہیں۔ سڑکوں کے ہر دو طرف درخت لگائے گئے ہیں جو یہاں کی شدید گرمی میں بہت آرام دہ ثابت ہوتے ہیں۔ گرمیوں میں سخت گرمی اور سردیوں میں سخت سردی ہوتی ہے اور کچھ عرصے سے درختوں کی وجہ سے بارش کی اوسط میں اضافہ ہوا ہے۔

اخلاق و آداب

سڑک سے آبادی میں داخل ہونے کے راستہ پر ایک تختی لگی ہے کہ

"اندرونِ آبادی سگریٹ نوشی نہ فرمائیے"

کوئی شخص سڑکوں پر یا بازار میں سگریٹ پیتا ہوا دکھائی نہیں دیتا اور نہ بازار میں کسی دوکان پر سگریٹ فروخت ہوتے ہیں۔ آبادی میں منشیات کی دوکانیں نہیں ہیں۔ حتیٰ کہ ایک سینما گھر بھی نہیں۔ اس جماعت کے لوگ سینما نہیں دیکھتے اور اگر کوئی شخص کسی دوسرے مقام پر سینما دیکھتے

ہوئے پایا جائے تو اسے توبہ اور استغفار کی سزا بھگتنی پڑتی ہے۔ ریڈیو گھر میں ہی تگر گانا سننے کی ممانعت ہے۔ اگر کوئی شخص سننا بھی چاہے تو اپنے گھر میں اس قدر آواز سے سن سکتا ہے کہ ہمسائے کے گھر میں آواز سنائی نہ دے۔

خوش اخلاقی ہمدردی اور دیانتداری یہاں کے لوگوں کا شعار ہے۔ دنیوی معاملات میں بھی راستباز ہیں۔ احکام خدا اور سنت رسول پر چلنے کی ہر شخص کوشش کرتا ہے اور ہر کام اور ہر بات میں خدا کا ذکر کرتا ہے۔ اس آبادی میں جرائم نہیں ہوتے عورتیں خواہ کسی عمر کی ہوں برقعے اور نقاب میں دکھائی دیتی ہیں۔ کالج کی طالبات بھی شعائر اسلامی کی پابند ہیں۔ چست لباس کہیں دیکھنے میں نہیں آتا۔ ربوہ پہنچنے سے پہلے دوست احباب اور ساتھ کے مسافروں نے بتلایا کہ ربوہ میں جنت بنائی گئی ہے جس میں حوریں روشوں پر ٹہلتی اور پھولوں پر تجبہ لیتی ہیں وغیرہ وغیرہ مگر یہاں صرف اسلام کی پابندی ہی دکھائی دی!

تعلیمی حالت

جماعت احمدیہ کئی لاکھ اشخاص پر مشتمل ہے جو دنیا کے ہر حصے میں پھیلے ہوئے ہیں زیادہ تر تجارت و زراعت پیشہ اور ملازمین ہیں جن میں سے بعض نہایت اہم عہدوں پر فائز ہیں۔ اس جماعت کا تعلیمی معیار دیگر جماعتوں سے بہت اونچا ہے جس کی وجہ ان کی تنظیم ہے اکثر و بیشتر افراد انگلستان اور امریکہ کے تعلیم یافتہ ہیں جو ملک اور جماعت کی خدمت میں منہمک ہیں۔ مقامی طور پر مدارس ثانوی کے علاوہ مردوں اور عورتوں کے ڈگری کالج ہیں جن کے طلباء امتحانات میں نمایاں کامیابی حاصل کرتے ہیں۔ عورتوں کے لئے دستکاری کا مدرسہ بھی ہے عمارتیں پختہ اور عمدہ ہیں۔ تعلیم دینے والے قابل لوگ ہیں۔ آجکل مغربی اعلیٰ تعلیم کے بعد مذہبی رجحان اور عمل مفقود ہے لیکن اس جماعت کا ہر وہ شخص بھی جس نے مغربی اعلیٰ تعلیم انگلستان اور امریکہ میں پائی ہے نہایت خوش خلق اور پابند مذہب ہے اور کہیں سے بھی نہیں معلوم ہوتا کہ یہ شخص امریکہ یا انگلینڈ زدہ ہے۔ باوجود اعلیٰ تعلیم اور اعلیٰ خدمات پر فائز ہونے کے رعونت و تکبر مزاج میں نہیں پایا جاتا۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کو بھی خدا اور مذہب کی ایسی ہی ضرورت ہے جیسے متوسط طبقے کو ہوتی ہے۔

اس آبادی کا چھوٹا بڑا ہر شخص پابند صوم و صلوٰۃ ہے پنج وقت مسجد میں نمازیں ہوتی ہیں اور محلے کا ہر شخص ان میں شرکت کرتا ہے اور یہاں کا بازار نماز عشاء کے لئے بند ہوتا ہے تو صبح ہی کھلتا ہے۔ جمعہ کی نماز ونتی ایسی ہوتی ہے جیسے نماز عید ہوتی ہے کثیر تعداد میں لوگ شرکت کرتے ہیں عورت مرد سبھی نماز میں شریک ہوتے ہیں۔ مسجد میں ایک چوتھائی حصہ عورتوں کے لئے مختص ہے۔ مردانہ اور زنانہ حصہ کے درمیان قنات ہوتی ہے حضرت امام صاحب خود پنجوقتہ نماز پڑھاتے ہیں۔ ماہ رمضان میں عبادت کی بہار دیکھنے کے قابل ہوتی بیان کی جاتی ہے

رسومات سے اجتناب

یہ کام عام طور سے مسلمانوں میں نہ صرف خوفناک بلکہ تباہ کن ہوتا ہے۔ کئی مسلمانوں کے خاندان ایسے ہیں جو شادی کے اخراجات برداشت نہیں کر سکتے۔ اور ان کی لڑکیاں بن بیاہی رہ جاتی ہیں۔ مگر جماعت احمدی نے اس کام کو نہایت آسان کر دیا ہے۔ ان کے یہاں نہ جوڑے گھوڑے کے بارے میں تکرار ہوتی ہے اور نہ جہیز کے متعلق سوال و جواب۔ دلہن والے اپنی حیثیت سے جو بھی دیں قابل قبول۔ جو کچھ دیا جاتا ہے وہ دلہن کو نہ کہ دولہے کو۔ نکاح کی تاریخ اور وقت کا اعلان ہو جاتا ہے۔ مکان پر دوست احباب جمع ہو جاتے ہیں۔ نکاح ہونے کے بعد مختصر کاعقد دونوں کو دعا دے کر رخصت ہو جاتے ہیں۔ البتہ ولیمہ حسب حیثیت ضرور کیا جاتا ہے۔ کسی قسم کی رسومات شادی سے پہلے اور بعد نہیں کئے جاتے عقد کو ضرورت شرعی تصور کیا جاتا ہے اور اس طرح سے اسراف سے چھٹکارا ہو جاتا ہے۔ شادی کے بعد نہ قرضخواہوں کے تقاضے ہوتے ہیں اور نہ عدالتی ڈگریوں کے ماتحت گھر کا اسباب نیلام ہوتا ہے۔

موت واقع ہو جانے کی صورت میں مسجد میں اعلان ہو جاتا ہے۔ دوست احباب اور عزیز و اقارب پرسہ کے لئے گھر پر جمع ہو جاتے ہیں۔ صرف مرنے والے کے لئے کفن اور قبر کے اخراجات حسب حیثیت کئے جاتے ہیں جو زیر بار نہیں ہوتے۔ البتہ مرنے والے کے عزیز و اقارب تیجہ پر جاکر مرنے والے کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں۔ چہلم کے روز چالیس قسم کے کھانوں سے یہ حضرات محروم ہیں۔

اس جماعت کی عورتیں پردہ کی پابندی کرتی ہیں گھر سے باہر برقعے کے بغیر کوئی عورت دکھائی نہیں دیتی۔

اُردو زبان

باوجود پنجابی ہونے کے اس آبادی کے چھوٹے بڑے کی زبان اردو ہے اور شستہ اردو بولتے ہیں۔ نے کا استعمال کافی تعداد میں اردو گرامر کے خلاف ہوتا ہے۔ بایں ہمہ اردو میں مروجہ فارسی و عربی کے الفاظ گفتگو میں صحیح طور پر استعمال کئے جاتے ہیں۔ قرآن مجید کی تفسیر اردو میں کئی جلدوں میں لکھی گئی ہے اور بیشتر تصنیفات اردو ہی میں ہیں۔

جذبۂ ایثار و قربانی

یہ جذبہ اس جماعت میں درجۂ کمال کو پہنچا ہوا ہے۔ جب کبھی جماعت کو اپنی جماعت کے کسی شخص کی خدمات کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ حضرت امام صاحب کے حکم کی تعمیل میں فوراً اپنے نفع و نقصان کا خیال کئے بغیر جماعت کی خدمت کے لئے حاضر ہو جاتا ہے۔ اس وقت ربوہ میں کئی ایسے افراد ہیں جو بڑی بڑی ملازمتیں چھوڑ کر جماعت کی خدمت کر رہے ہیں گو جماعت ان کی خدمت کا قلیل معاوضہ دیتی ہے۔ کئی اشخاص ایسے ہیں جنہوں نے اپنی جائدادیں جماعت کے حق میں ہبہ کر دیں۔ چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کے ایثار اور قربانی کی مثال نہ صرف قابل تعریف ہے بلکہ ہر فرقہ کے صاحب جاہ و ثروت کے لئے قابل تقلید ہے۔ ان کی جائداد کا اکثر حصہ جماعت کے حق میں وقف ہے اور آمدنی کا بھی بڑا حصہ جماعتی کاموں پر صرف ہو رہا ہے۔ اپنی پر موقوف نہیں ہے بلکہ جماعت کے بڑے سے بڑے آدمی پر لازم ہے کہ وہ کم از کم پندرہ روز مواضعات میں جاکر درس کلام مجید دے اور وہ بھی اپنے صرفہ سے۔ جائے غور ہے کہ ہر سال اپنے کاروبار کو چھوڑ کر خدمت دین کرنا کس قدر بڑا ایثار و قربانی ہے۔ کیا اس کی مثال کسی دوسرے فرقہ میں مل سکتی ہے۔

تبلیغی کارنامے

اس جماعت نے اپنے ۲۴ محلوں میں ہر محلہ کے لئے ایک ایک مسجد تعمیر کروائی ہے اور ایک بہت شاندار مسجد جس کا نام مسجد اقصیٰ ہے سالانہ اجتماع کے میدان میں زیر تعمیر ہے۔ جس کی تعمیر کے اخراجات ایک صاحب خیر نے اپنے ذمے لئے ہیں جس کا اندازہ پانچ چھ لاکھ روپیہ ہے اور اس نے اپنا نام پردۂ خفا میں رکھنے کی خواہش کی ہے۔ ربوہ کے علاوہ بیرونِ ملک مثلاً امریکہ، انگلستان ڈنمارک، جرمنی، جنوبی افریقہ کے بیشتر مقامات میں مساجد تعمیر کرائی ہیں۔ بیرونی ممالک میں کس قدر اخراجات ہوئے ہونگے ہر پڑھا لکھا شخص اندازہ کر سکتا ہے کلام مجید کے یورپ کی چودہ زبانوں میں ترجمے کئے گئے ہیں۔ بخاری کا ترجمہ ابھی زیر تکمیل ہے اسلامیات پر کئی کتابیں مختلف زبانوں میں لکھی گئی ہیں۔ اور ان کے لئے ایک بڑی شاندار لائبریری کی تعمیر کے لئے چندہ جمع کیا جا رہا ہے۔ اسلامیات پر مبلغین کو تعلیم دے کر مختلف ممالک کو روانہ کیا جاتا ہے اور وہاں کے طلباء ربوہ مذہبیات میں درس لینے آتے ہیں جن کے اخراجات جماعت برداشت کرتی ہے۔ اور انہیں سکالرشپ دئے جاتے ہیں

تنظیم

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اتنے بڑے تعمیراتی کام، تراجم، تبلیغی اخراجات اور کتب کی طباعت وغیرہ کس فنڈ سے کی جاتی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جماعت کے ہر فرد پر لازم ہے کہ وہ ۱/۱۶ فیصد سے لے کر دس فیصد تک اپنی آمدنی بطور چندہ جماعت کو دے جس کا اندازہ تقریباً ایک کروڑ روپیہ سالانہ ہوتا ہے۔ ان تنظیمی کاموں کے انصرام کے لئے متعدد دفاتر قائم کئے گئے ہیں۔ جن کی شاندار عمارتیں ہیں۔ اور ان میں کام انجام پاتا ہے۔ مختلف محکمہ جات ہیں جن میں اردو عربی اور انگریزی جاننے والے اہلکار اور عہدہ دار ہیں۔ اور اپنے فرائض منصبی فرض شناسی سے انجام دیتے ہیں۔ اگر کوئی رکن چھ ماہ تک چندہ ادا نہ کرے تو آیندہ اس کا چندہ قبول کرنے سے انکار کیا جاتا ہے جو اس کے لئے جسمانی سزا سے کہیں بدتر ہے۔ اس کو توبہ و استغفار کی سزا بھگتنی پڑتی ہے جس کے بعد اس کی کوتاہی کو معاف کیا جاتا ہے

احکام کی خلاف ورزی کی صورت میں سزائیں بھی دو قسم کی دی جاتی ہیں ایک یہ کہ چندہ لینے سے انکار کیا جاتا ہے دوسرے یہ کہ بلحاظ نوعیت جرم کرنے والے کو مسجد میں چند دن توبہ و استغفار کرنی پڑتی ہے۔ قابل صد آفرین ہیں وہ لوگ جو جماعت کے احکام کی پابندی کرتے ہیں۔ کیونکہ حکومتوں کی عبرتناک سزاؤں کے باوجود بھی لوگ جرم کرنے کی جسارت کرتے رہتے ہیں۔

سالانہ اجتماع

سالانہ اجتماع ماہ دسمبر کے آخری ہفتہ میں ہوتا ہے اور بیان کیا جاتا ہے کہ ستر اسی ہزار آدمی شرکت کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا اس قدر کثیر تعداد میں لوگ اس چھوٹی سی بستی میں کیونکر ٹھہرائے جاتے ہیں جبکہ سردیاں اپنے شباب پر ہوتی ہیں۔ علاوہ ازیں اتنے اشخاص کے کھانے پینے کا انتظام کیونکر کیا جاتا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے ہر ایک کو گھنٹے ڈیڑھ گھنٹے میں کھانا تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس جماعت میں کس قدر منظم طریقہ پر کام ہوتا ہے اس اجتماع میں امیر سے امیر اور غریب سے غریب کھانا لنگر خانہ سے کھاتا ہے اور ان میں ہزاروں افراد ایسے ہوں گے جو اپنے گھروں میں نفاست سے

کھانے کے عادی ہوں گے

مہمان خانہ یا لنگر خانہ

ایک وسیع کمپونڈ میں پختہ عمارت ہے، جس کے جانب مغرب طویل اور وسیع ڈائننگ ہال ہے اور جانب شمال کئی کمرے ہیں جن میں مہمان ٹھہرائے جاتے ہیں۔ جانب جنوب بڑے بڑے ہال اور جانب مشرق پانچ یا چھ فیملی کوارٹرس ہیں۔ جن میں ایسے مہمان جن کے ساتھ اہل وعیال ہوں مقیم رہ سکتے ہیں بیان کیا جاتا ہے کہ اسی لنگر خانے سے سالانہ اجتماع کے خورد و نوش کا بھی انتظام کیا جاتا ہے ملازمین مہمان خانہ منکسر المزاج، ہمدرد اور فرض شناس ہیں جو مہمان کی ضروریات کی فوری تعمیل کرتے ہیں۔ اس لنگر خانے کا سالانہ بجٹ ایک لاکھ روپیہ بیان کیا جاتا ہے۔

قبرستان

آبادی کے جانب مشرق سڑک کے اس پار پہاڑیوں کے دامن میں قبرستان کے لئے ایک وسیع میدان ہے جس میں موجودہ امام صاحب کے ہمشیرہ کی قبر ہے مزار مبارک کے اطراف دیگر قبریں ہیں جن کی خصوصیت یہ ہے کہ کتبہ پر مرنے والے کی زندگی کے اہم واقعات کندہ ہیں۔ قبریں سلیقہ سے بنائی گئی ہیں اور قطار در قطار ہیں۔ اس کو خوبصورت بنانے کے لئے پھولوں کے اور سایہ دار درخت لگائے جا رہے ہیں۔

حضرت امام جماعت احمدیہ

حضرت موصوف علوم مشرقیہ کے ماہر ہیں اور علوم مغربی کی تعلیم انگلستان میں پاکر فارغ التحصیل ہوئے۔ امامت پر فائز ہونے سے پیشتر درس و تدریس میں مشغول تھے مقامی کالج کے پرنسپل تھے۔ اس وقت سن شریف ساٹھ۔ دراز قامت۔ گٹھیلا جسم۔ خوبصورت ہنس مکھ چہرہ جس سے تقدس ٹپکتا ہے۔ اپنی جماعت کے تقریباً ہر فرد کی نجی زندگی سے واقف اور اس کے اچھے برے حالات میں اس کے ساتھی ہیں۔ آپ کی رہائش گاہ سے متصلہ بڑی مسجد ہے جس میں پانچ وقت نماز پڑھاتے ہیں۔ اور باقی وقت انتظامات مقامی و ممالک بیرونی میں مشغول رہتے ہیں۔ مبلغین کی ساری رپورٹیں بذات خود ملاحظہ فرماکر ہدایات تحریر فرماتے ہیں۔ ملاقات کے متمنی اشخاص سے خوش اخلاقی سے پیش آتے ہیں۔ وسیع معلومات سے ان کے علمی تبحر کا پتہ چلتا ہے۔ علاوہ دنیوی اور دینی کے علم الابدان سے واقف ہیں، طب یونانی اور انگریزی بھی جانتے ہیں۔ باوجود کثیر جائداد کے مالک ہونے کے نہایت سادہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور اپنی جائداد کا معتدبہ حصہ جماعت کی فلاح و بہبود پر صرف فرماتے ہیں۔ کئی زبانوں پر بھی عبور رکھتے ہیں۔ ان کی مقناطیسی شخصیت اور کردار نے ساری جماعت کو مسحور کر رکھا ہے اور ان کی رہنمائی اور قیادت میں ساری جماعت شریعِ محمدی پر کار بند اور عامل ہے۔ جماعت کا اخلاقی معیار بہت بلند ہے اور احکام اسلام کی پابندی کا فیصد تقریباً صد فی صد ہے۔ جس کی نظیر نہیں ملتی۔ ہر فرقے میں خال خال شخصیتیں پابندِ شرع ہوتی ہیں مگر پوری جماعت کو اسلامی تعلیمات کا نمونہ بنانا آپ کی ایک کرامت ہے۔

میری تمام فرقوں سے دست بستہ درخواست ہے کہ وہ اپنے اندر جماعت احمدیہ کی سی تنظیم، احکام شرع کی پابندی اور تبلیغ اسلام کا جذبہ پیدا کریں اور اپنے عالم دین کی اطاعت مطلق کریں تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ اسلام کا کیوں نہ دنیا میں بول بالا ہو۔ اور اسلام تمام روئے زمین کے انسانوں کا چہیتا مذہب ہو جائے

ترکِ دنیا کے علائق تو کئے سب زاہد
گر مناسب ہو تو اک ترکِ ریا اور سہی

❖ ❖ ❖

موجودہ مالی سال کی ششماہی اوّل کا آخری مہینہ

بقایا دار احباب اور جماعتیں فوری توجہ فرمائیں

موجودہ مالی سال کی ششماہی اول کا آخری مہینہ گزر رہا ہے مگر متوقع بجٹ لازمی چندہ جات کے مقابل پر اکثر جماعتوں کی طرف سے آمد میں کافی کمی ہے۔ اور بعض جماعتوں کی طرف سے وصولی اب تک برائے نام ہے۔

نظارت بیت المال کی طرف سے ہر ماہ جماعتوں کو نسبتی وصولی اور بقایا کا کارڈ بھجوا کر توجہ دلائی جاتی ہے نیز بذریعہ اخبار و سائیکلو سٹائل تحریکات بھی متعدد مرتبہ وصولی کی پوزیشن کو بہتر بنانے کے لئے تحریر کیا جاتا رہا ہے۔ ہر احمدی بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ جماعت کے جملہ تبلیغی تعلیمی۔ تربیتی اور تنظیمی امور کے کام کی سرانجام دہی کا سارا دار و مدار احباب جماعت کے مالی تعاون اور ان کے چندوں پر ہے۔

لیکن اگر خدانخواستہ چندوں کی وصولی متوقع بجٹ کے مطابق نہ ہو تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ سلسلہ کے بعض اہم اور ضروری کاموں کی تکمیل میں تاخیر اور رکاوٹ پیدا ہوگی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں کہ

”خدا کی رضا کو تم پا ہی نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا کو چھوڑ کر، اپنی عزت کو چھوڑ کر، اپنے مال کو چھوڑ کر، اپنی جان کو چھوڑ کر اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔ لیکن اگر تم تلخی اٹھا لوگے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آجاؤ گے۔ اور تم ان راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے۔“

نیز حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چندوں میں اضافہ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ:۔

”اپنے چندوں کو بڑھاؤ اور خدا کی رحمت کو کھینچو۔ جتنا چندہ تم دوگے اس سے ہزار گنا نعمتیں ملے گا۔ اور دنیا کی ساری دولت کھینچ کر تمہارے قدموں میں ڈال دی جائے گی۔ جس کے متعلق تمہارا فرض ہوگا کہ سلسلہ احمدیہ کے لئے خرچ کرو۔ تاکہ دنیا کے چپہ چپہ پر مبلغ بھیج دئے جائیں اور ساری دنیا میں اسلام پھیل جائے اور دنیا کی ساری حکومتیں اسلام میں داخل ہو جائیں۔ آپ کو یہ بات بڑی معلوم ہوتی ہوگی لیکن خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑی نہیں۔“

مندرجہ بالا ارشادات کی روشنی میں امید ہے کہ جملہ احباب جماعت اور عہدیداران مال وصولی لازمی چندہ جات اور بقایا جات کے کام کو بہتر بنانے کی طرف فوری توجہ دیکر فرض شناسی کا ثبوت دیں گے اور عند اللہ ماجور ہوں گے۔

چندہ جلسہ سالانہ

جلسہ سالانہ میں اب صرف دو ماہ کا عرصہ باقی رہ گیا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ مبارک سے یہ چندہ بھی چندہ عام اور حصہ آمد کی طرح لازمی چندہ ہے اور اس کی شرح ہر دوست کی سال میں ایک ماہ کی آمد کا دسواں حصہ یا سالانہ آمد کا ۱/۱۲۰ حصہ مقرر ہے اس چندہ کی سو فیصدی ادائیگی جلسہ سالانہ سے قبل ہونی ضروری ہے تاکہ جلسہ کے کثیر اخراجات کا انتظام بروقت سہولت کے ساتھ ہو سکے۔

لہٰذا جن احباب اور جماعتوں نے تاحال اس چندہ کی سو فیصدی ادائیگی نہ کی ہو ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ اس طرف جلد توجہ کر کے عند اللہ ماجور ہوں اور فرض شناسی کا ثبوت دیں۔ اللہ تعالیٰ جملہ احباب جماعت کو اس کی توفیق دے اور اپنے بے شمار فضلوں سے نوازے اور سب کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین

ناظر بیت المال قادیان

اداریہ — بقیہ صفحہ ۲

”خدا تعالیٰ کی مخلوق سے ہمدردی رکھے بغیر خدا تعالیٰ کی محبت حاصل نہیں ہو سکتی۔ جو شخص محبتِ الٰہی کا دعویٰ کرتا ہے ضروری ہے کہ اسے خدا تعالیٰ کے بندوں سے بھی محبت ہو...... اگر تمہیں خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ محبت نہیں تو خدا تعالیٰ بھی تم سے محبت نہیں کرے گا۔“ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۵ رمئی ۱۹۵۳ء)

خدا تعالیٰ ہم سب کو اس روح پرور ارشاد کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور خدمت خلق کے ان ذرائع سے بہرہ ور ہونے کی توفیق بخشے جن کے نتیجہ میں ہم رضائے الٰہی کو حاصل کر سکیں۔ آمین

(الفرقان)

کیا آپ موجودہ سال کی زکوٰۃ ادا فرما چکے ہیں؟

فارم اصل آمد ۔ صیغہ ہذا کی طرف سے ان موصیوں کی خدمت جن کی طرف سے اپریل کے فارم اصل آمد بھجوائے ہوئے واپس نہیں آئے دوسری بلکہ بعض کو تیسری بار بھجوائے جا چکے ہیں۔ مہربانی فرماکر بعد تکمیل جلد واپس ارسال فرمائیں

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

مسیح موعودؑ کی کثرتِ نشانات کے "نبوت" ہونے سے انکار

گروہِ خوارج لاہور کا فرار

از محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی نائب ناظر دعوۃ و تبلیغ - قادیان

اخبار پیغام صلح لاہور مجریہ ۱۰ جولائی ۱۹۶۸ء کے پرچہ میں صفحہ ۳ پر "کثرتِ نشانات اور نبوت" کے زیرِ عنوان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے خلاف یہ نوٹ دیا گیا ہے کہ

"نبیوں کو بھی ان کی تائید میں نشانات دئے جاتے ہیں اور اولیاء اور مجددین کو بھی ...... یہ ممکن ہے کہ ایک مجدد یا ولی کے نشانات بعض انبیاء کے نشانات سے بڑھ جائیں ......
حضرت مرزا صاحب کو اس قدر نشانات دئے گئے کہ اگر وہ ہزار نبیوں پر تقسیم کئے جاتے تو ان کی نبوت اس سے ثابت ہو سکتی تھی لیکن مرزا صاحب کی نبوت نہیں بلکہ ولایت اور مجددیت ہی ان سے ثابت ہوگی۔ نشانات کی کثرت کسی کی نبوت کا ثبوت نہیں ہو سکتی جب تک مقامِ نبوت پر اسے کھڑا نہ کیا جائے۔"

یہ عجیب منطق ہے کہ حضرت اقدس کی جس کثرتِ نشانات سے ہزار نبی کی نبوت ثابت ہو سکتی ہے اس سے آپؑ کی اپنی نبوت ثابت ہونے سے قاصر و عاجز ہے۔ "پیغام صلح" کا یہ مسلک حق سے دور ہے چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ مجددین و اولیاء کو کثرتِ نشانات عطا نہیں ہوئی نہ ہوتی ہے۔ مگر مجھے ان کے مقابلہ پر کثرتِ نشانات عطا ہوئی ہے اس لئے نبی کا نام پانے کے لئے صرف میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں۔ اور یہ کہ خدا تعالےٰ نے صرف مجھے ہی مقامِ نبوت پر کھڑا کیا ہے۔ دوسرے مجددین میں سے کوئی مقامِ نبوت کو حاصل نہ کر سکا۔ فرماتے ہیں:-

"اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امورِ غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے۔"

"اب واضح ہو کہ احادیثِ نبویہ میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جو عیسیٰ اور ابنِ مریم کہلائیگا اور نبی کے نام سے موسوم کیا جائیگا یعنی اس کثرت سے مکالمہ و مخاطبہ کا شرف اس کو حاصل ہوگا اور اس کثرت سے امورِ غیبیہ اس پر ظاہر ہوں گے کہ بجز نبی کے کسی پر ظاہر نہیں ہو سکتے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۙ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ۔ یعنی خدا اپنے غیب پر کسی کو پوری قوت اور غلبہ نہیں بخشتا جو کثرت اور صفائی سے حاصل ہو سکتا ہے بجز اس شخص کے جو اس کا برگزیدہ رسول ہو۔ اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدا تعالےٰ نے مجھ سے مکالمہ مخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امورِ غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی۔ اگر کوئی منکر ہو تو بارِ ثبوت اس کی گردن پر ہے

غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امورِ غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں۔ اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔

پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرتِ وحی اور کثرتِ امورِ غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی"

"اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا تا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی صفائی سے پوری ہو جاتی۔ کیونکہ اگر دوسرے صلحاء جو مجھ سے پہلے گزر چکے ہیں وہ بھی اسی قدر مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ اور امورِ غیبیہ سے حصہ پا لیتے تو وہ نبی کہلانے کے مستحق ہو جاتے تو اس صورت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی میں ایک رخنہ واقع ہو جاتا۔ اس لئے خدا تعالیٰ کی مصلحت نے ان بزرگوں کو اس نعمت کو پورے طور پر پانے سے روک دیا تا جیسا کہ احادیثِ صحیحہ میں آیا ہے کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا وہ پیشگوئی پوری ہو جائے"
(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۰-۳۹۱)

نیز فرمایا:-

"خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے افاضہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپؐ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا"
(ایضاً صفحہ ۱۵۰ حاشیہ)

حضور کے اس ارشاد و وضاحت میں حسبِ ذیل امور کا ذکر موجود ہے:-

۱- مجددین و اولیاء و اقطاب کو نشانات تو بیشک ملتے ہیں مگر نشانات کی کثرت نہیں ملتی

۲- کثرتِ نشانات حسب الآیۃ مذکورہ صرف نبی کے لئے مخصوص ہے۔

۳- یہ کثرتِ نشانات اس امت میں سے تا قیامت صرف حضرت مسیح موعودؑ ہی کے لئے مخصوص ہے۔

۴- اس کثرتِ نشانات کی وجہ سے صرف حضور ہی کو نبی کا نام و مقام عطا کیا گیا ہے۔ اور اس منصب پر کھڑا کیا گیا ہے کسی ولی و مجدد و غوث و قطب کو یہ نام نہیں دیا گیا۔ نہ اسے یہ مقام و مرتبہ و منصب حاصل ہوا ہے نہ اس کو قیامت تک حاصل ہوگا۔

۵- کثرتِ نشانات و نبی کا نام اس امت میں سے صرف ایک ہی فرد یعنی مسیح موعود کے لئے اس وجہ سے مخصوص ہے کہ آنحضرت صلعم نے پیشگوئی فرمائی ہے کہ ایسا شخص صرف ایک ہی ہوگا یعنی مسیح موعود۔

۶- حضورؑ کو مقامِ نبوت ملا ہے تا کہ آنحضرت صلعم کے فیض کا کمال ثابت ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان وضاحتوں کے بعد ان کے خلاف من مانی تشریحات پیش کرنا آپ کے سامنے صریح ظلم و عداوت ہے۔ آپ حضرات کی خدمت میں درخواست ہے کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پورا پورا انصاف فرمائیں

ہم پیغام صلح کے ایڈیٹر دوست محمد صاحب سے دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ کیا ان کی ضمیر مر چکی ہے یا وہ اسے فروخت کر چکے ہیں کہ وہ ان توضیحات کو پسِ پشت پھینک کر گروہِ خوارج کو خوش کرنا چاہتے ہیں۔ وہ ان اقوال پر ضرور پکڑے جائیں گے۔ ہم خوارج کے سرغنہ مولوی صدر الدین صاحب ناظر اور شیخ مصری کذاب سے بھی پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا آپ حضرات نے حضورؑ کی ان تحریرات کو کبھی نہیں دیکھا؟ اگر دیکھا ہے تو ان کے خلاف من مانی من ترانیاں کیوں ہانک رہے ہیں۔ اور نئی نئی طرحیں ڈال کر اندر کے سرے سے ان سوالات کو کیوں کھڑا کر رہے ہیں۔ جن کو حضورؑ حل کر کے جواب دے چکے ہوئے ہیں۔

مثلاً آپ حضرات کی طرف سے یہ سوال کھڑا کیا جاتا ہے کہ اگر آنحضرت صلعم کے خاتم النبیین ہونے کے یہ معنی ہیں کہ آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے تو آپؐ کی برکت سے آپؐ کی اتباع میں صرف ایک ہی نبی کیوں ہوا۔ ہزاروں کیوں نہ ہوئے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس کا کیا یہ جواب آپ حضرات کو نہیں دے رکھا کہ دوسری طرف آنحضرت کی پیشگوئی نے بتا رکھا ہے کہ آپؐ کی امت میں سے ایسا فرد صرف ایک ہی ہوگا نہ اس سے زیادہ۔ اور ایک غلطی کے ازالہ" میں کیا یہ نہیں فرمایا ہوا کہ امکان تو ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد ختمِ نبوت کی صورت میں بہت سے انبیاء آئیں، مگر آنحضرت صلعم نے خود فرما دیا ہے کہ نبوت کی تاثیر کے نتیجہ میں ایک ہی فرد جو آنحضرت صلعم کی بعثتِ ثانیہ سے ظاہر ہوگا۔ ان وضاحتوں کو آپ حضرات کیوں نظر انداز کر رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مذکورہ بالا توضیح کے بارہ میں ذرا مسٹر شکر اللہ خاں منصور بی اے ایل ایل بی کا ارشاد بھی ملاحظہ ہو۔ وہ اپنی کتاب "قولِ سدید" کے صفحہ ۲۴۳ پر مذکورہ حوالہ کا ایک حصہ دے کر اور باقی کو نظر انداز کر کے اس امر کو تسلیم کرنے کے بعد کہ

"یہ امر مسلم الثبوت ہے کہ وحی اور امورِ غیبیہ کا جو حصۂ کثیر حضرت مرزا صاحب کو عطا ہوا وہ اس امت میں سے کسی اور فرد کو عطا نہ ہوا"

لکھتے ہیں کہ

"اس جگہ جو نبی کا نام پانے کا ذکر ہے وہ نام حقیقی طور پر نہیں بلکہ مجازی طور پر ہے"

اس کے لئے انہوں نے حضور کی یہ عبارت دی ہے کہ
سُمّیتُ نبیًّا من اللہ علٰی طریق المجاز لا علی وجہ

الحقیقۃ ''

(اسستفتا د حقیقۃ الوحی صہ ۶۴)

یہ درست ہے کہ حضرت اقدس علیہ السلام نے سنہ ۱۹۰۱ء سے قبل اور پھر بعد بھی یہ تحریر فرمایا ہے کہ میری نبوت سے مراد مجازی یعنی غیر شرعی نبوت ہے۔ مگر جناب ایل ایل بی صاحب حضرت اقدس کا مطلب سمجھنے سے قاصر رہے ہیں حضرت اقدس علیہ السلام نے اس کا مطلب شروع میں واضح کر دیا ہے۔ اور فرما دیا ہے کہ

"پھر ایک اور نادانی یہ ہے جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ حالانکہ ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا گیا"

(حقیقۃ الوحی صہ ۳۹)

اس سے ظاہر ہے کہ آپ نے نبوت کے ان معنوں کی رو سے دعویٰ نبوت سے ہمیشہ انکار فرمایا ہے اور اسے مجازی نبوت کا دعوےٰ قرار دیا ہے جو علماء کی طرف سے پیش کئے جاتے تھے۔ چنانچہ آپ نے اس کے ساتھ ہی دوسرا پہلو یہ تحریر فرما دیا کہ

"جس نبوت کا دعویٰ کرنا قرآن شریف کے رُو سے منع معلوم ہوتا ہے ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا گیا"

(ایضاً صہ ۳۹)

اور فرمایا کہ نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی اور اپنی نبوت کے دعوے کے متعلق فرمایا :-

"صرف یہ دعوےٰ ہے کہ ایک پہلو سے میں امتی ہوں اور ایک پہلو سے میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیضِ نبوت کی وجہ سے نبی ہوں اور نبی سے مراد صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالےٰ سے بکثرت شرفِ مکالمہ و مخاطبہ پاتا ہوں۔"

(ایضاً)

اس جگہ سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی طرح یہ نہیں فرمایا کہ آنحضرت صلعم کے بعد کسی قسم کا بھی کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ آنحضرت صلعم کی ختمِ نبوت اس کی مانع ہے۔ بلکہ فرمایا کہ جس قسم کی نبوت مخالفین میری طرف منسوب کرتے ہیں اس کا مجھے کوئی دعویٰ نہیں۔ ان کے معنوں کے لحاظ سے میں مجازی نبی ہوں مگر جس نبوت کا قرآن کریم سے امکان ہے اس کا مجھے دعویٰ ہے اور اس دوسری قسم کی نبوت کی نفی دیگر کل مجددین و محدثین سے فرمائی ہے اور اسے مسیح موعود کے ساتھ مخصوص بتایا ہے اور امت میں سے ایسا ایک ہی فرد ہونے کے لئے آپ نے حدیث کا حوالہ پیش فرمایا ہے۔ ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ حضور یہ جواب نہ دیتے کہ جس طرح مجھے کثرت مکالمہ مخاطبہ حاصل ہے اسی طرح دیگر مجددین کو بھی یہ کثرت حاصل تھی اور جس طرح میں نے نبی کا نام پایا ہے وہ بھی پاتے رہے ہیں۔ اور جس طرح میں نے مقامِ نبوت حاصل کیا ہے ان کو بھی یہ مقام حاصل تھا یا یہ کہ مجھے مقامِ نبوت حاصل نہیں نہ دیگر مجددین کو حاصل تھا۔

واضح رہے کہ "الوصیۃ" کے حوالہ میں "بعض افراد" سے کئی افراد مراد لینا ہرگز درست نہیں۔ اس لئے کہ "الوصیت" میں بعض افراد سے مراد حضورؑ نے صرف ایک فرد لیا ہے یعنی اپنے آپ کو۔ چنانچہ فرماتے ہیں

"وہ قوم جس کے لئے فرمایا گیا کہ کنتم خیر امت اخرجت للناس اور جن کے لئے یہ دعا سکھائی گئی کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم ان کے تمام افراد مرتبۂ عالیہ سے محروم رہتے اور کوئی ایک فرد بھی اس مرتبہ کو نہ پاتا"

اگر حضور کی منشاء مراد "بعض افراد" سے کئی افراد امت ہوتے تو حضور "ایک فرد" کی بجائے اس جگہ کئی افراد کے الفاظ تحریر فرماتے۔

دوم۔ الوصیت کے حوالہ کی مزید تصریح حضرت اقدس نے حقیقۃ الوحی کے صہ ۳۹۱ پر حدیث کے حوالہ سے یہ کر دی ہے کہ

"احادیث میں آیا ہے کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا"

ہم لاہوریوں کے "اہل الرائے" حضرات سے یہ بھی دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ ذیل حوالہ کو بھی کوئی وقعت دیتے ہیں یا نہیں؟

تعریفِ نبوّت میں تبدیلی کا ثبوت

حضور تحریر فرماتے ہیں

"یہ تمام بدقسمتی دھوکہ سے پیدا ہوئی ہے کہ نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی۔ نبی کے معنی صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو اور شرفِ مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں۔ اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحبِ شریعت رسول کا متبع نہ ہو"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صہ ۱۳۸)

اس کے ساتھ حقیقۃ الوحی والی "کثرت" کی شرط لگا کر دیکھیں کہ جب یہ کثرت آپ کو حاصل ہے اور نبی کا نام بھی آپ نے پایا ہے اور مقام بھی حاصل کیا ہے تو آپ کی نبوت مذکورہ تعریف کی رُو سے نبوت ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ "قولِ سدید" کے مصنف صاحب ہم سے پوچھتے ہیں کہ

"کیا آپ نے سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے اقوال میں بیان کردہ تعریفِ نبوت کو کہیں غلط قرار دیا ہے"

(قولِ سدید صہ ۲۲۳)

اب حضرت اقدس کی اس تحریر سے یہ امر ان پر واضح ہو جانا چاہیئے کہ حضرت اقدس نے نبوت کی پہلی تعریف کو غلط قرار دیا ہے اور اس کے مقابلہ میں ایک نئی تعریف بیان فرمائی ہے

سننے میں آیا ہے کہ گروہِ خوارج کے بعض افراد یہ کہتے ہیں کہ کسی مجلس میں اگر قادیانیوں کا بڑے سے بڑا مبلغ بھی موجود ہو اور ہمارا کوئی لڑکا بھی وہاں پہونچ جائے تو وہ وہاں سے بھاگ جاتا ہے۔ ان کی اس خوش فہمی کے پیشِ نظر ہم ان کے بڑے بڑے "اہل الرائے" و اہلِ قلم کو مندرجہ بالا حوالہ پر تبادلۂ خیالات کی دعوت دیتے ہیں۔ اور اگر ان کے کسی مبلغ یا مصنف نے تبدیلیٔ تعریفِ نبوت کے اس حوالہ پر کوئی رائے زنی کی ہو تو وہ ہمیں اس کا پتہ دیں اور بتلائیں کہ کیا حضرت اقدسؑ نے نبی کی پہلی تعریف میں تبدیلی فرمائی ہے۔ یا وہ اس نئی تعریفِ نبی کے متعلق۔ باحثہ راولپنڈی میں سے اپنے مناظر مولوی عمر دین صاحب شملوی کے پرچوں میں سے ہی دکھا دیں کہ انہوں نے اس حوالہ کا کوئی جواب دیا ہے؟

اگر انہوں نے کبھی اس حوالہ کا جواب نہیں دیا اور اس کی طرف سے گریز ہی اختیار کئے رکھا ہے تو بھگوڑا کون ہُوا؟

ہم ان کے جواب کی انتظار کریں گے ہماری طرف سے حضورؑ کی نبوت کے حق میں پیش کئے جانے والے حوالوں میں سے یہ بنیادی اور فیصلہ کن حوالہ ہے

کسی مجلس میں غیر احمدی مسلمانوں کو ہمارے خلاف بھڑکانے کے لئے ان کی طرف سے اگر یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کا انکار تمہارے نزدیک کفر ہے تو ہم ان سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ جناب مولوی محمد علی صاحب سابق امیر گروہِ خوارج لاہور نے تمام مسلمان اہلِ قبلہ کلمہ گوؤں کے متعلق یہ لکھا ہے یا نہیں کہ وہ ان کو ختمِ نبوت کا منکر سمجھتے ہیں اور ان کے نزدیک ختمِ نبوت کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ گویا اس فتوی کی رو سے تمام دنیا کے مسلمان کلمہ گو و اہلِ قبلہ کافر اور دائرہ اسلام سے آپ لوگوں کے نزدیک خارج قرار دئے جا چکے ہیں اور ان کی تکفیر کی جا چکی ہے۔ پھر ردِّ تکفیر اہلِ قبلہ کے کیا معنی؟ اور قادیانیوں کے خلاف اس قدر پروپیگنڈہ کیوں؟ اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دئے جانے والے لوگوں کے جنازہ اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے پر اصرار کیسا؟ کیا کبھی آپ لوگوں نے اس بات کا جواب دیا؟ یا اب آپ سے جواب کی توقع رکھی جا سکتی ہے اگر نہیں تو فرار کس نے اختیار کیا؟

حضرت مسیح علیہ السلام کی بن باپ ولادت غیر احمدی مسلمان قرآن کریم کی رو سے مانتے ہیں کہ مسیح بن باپ پیدا ہوئے تھے۔ مگر گروہِ خوارج لاہور اور اس کے سرگروہ جناب مولوی محمد علی صاحب اس کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کے اس غلط عقیدہ کی تردید کر رکھی ہے۔ ان کے گروہ کے سامنے کئی بار اسے پیش کیا گیا ہے مگر اس نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اور نہ کبھی اس بارہ میں غیر احمدی مسلمانوں سے اتفاق کیا ہے۔ پھر بھگوڑا کون ہُوا؟

کیا کوئی ایل ایل بی یا ایڈووکیٹ اس کا جواب دے گا؟

فی الحال ان کے بھگوڑ پن کے لئے اسی قدر مثالیں کافی ہیں!

❖ ❖ ❖

اعلان برائے لجنات اماءاللہ

لجنات اماء اللہ کو بار بار لکھا جا چکا ہے کہ ۳۰ ستمبر کو لجنہ اماء اللہ کا سال ختم ہو گیا ہے۔ اس لئے اپنی اپنی لجنہ کی سالانہ رپورٹ مکمل طور پر تیار کر کے مرکز کو بھجوا دیں۔ لیکن ابھی تک سوائے چند لجنات کے کسی کی رپورٹ موصول نہیں ہوئی۔ براہِ مہربانی اپنی سالانہ رپورٹ جلد بھجوائیں اور مندرجہ ذیل رپورٹیں آپ کی سالانہ رپورٹ میں شامل ہونی چاہئیں۔

۱۔ دورانِ سال میں آپ نے قرآن مجید پڑھنے پڑھانے کے لئے کیا مساعی کیں اور کتنی عورتوں نے اس سال میں کتنا کتنا قرآن مجید پڑھا۔

۲۔ تحریکِ جدید اور وقفِ جدید کے لئے آپ نے کیا کیا کوشش کی۔ اور اس کوشش کے نتیجہ میں کتنی نئی ممبرات کو اس تحریک کو شامل کیا

۳۔ وقفِ جدید کے چندہ میں آپ کی طرف سے کتنے بچے اس تحریک میں شامل ہوئے ہیں۔

صدر لجنہ اماء اللہ قادیان

شاہجہانپور میں صوبائی کانفرنس

بتاریخ ۴ر۵ر نبوت ۱۳۴۷ ہجری شمسی مطابق ۴ر۵ر نومبر ۱۹۶۸ء

کانفرنس میں مستورات کا علیحدہ اجلاس بھی ہوگا۔ جماعتیں مستورات کو بھی ہمراہ لائیں

صوبہ اُتّر پردیش (یوپی) کی جماعتوں اور احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ شاہجہانپور میں احمدیہ صوبائی کانفرنس ۴ر و ۵ر نبوت ۱۳۴۷ ہجری شمسی مطابق ۴ر و ۵ر نومبر ۱۹۶۸ء کی تاریخوں میں منعقد ہوگی۔ صوبائی کانفرنس کے انعقاد کے لئے جماعت احمدیہ شاہجہانپور ابھی سے انتظام شروع کر رہی ہے۔ مرکز کی طرف سے اس کانفرنس میں علمائے کرام شرکت فرمائیں گے۔

مکرم ڈاکٹر محمد عابد صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ اس کانفرنس میں مستورات کا علیحدہ اجلاس بھی ہوگا۔ اس لئے تمام یوپی کی جماعتوں سے مستورات بھی اس کانفرنس میں تشریف لائیں۔ کانفرنس میں شرکت فرمانے والے احباب و مستورات کے قیام وطعام کا انتظام جماعتِ شاہجہانپور کی طرف سے ہوگا۔

احباب جماعت ہائے احمدیہ اُتّر پردیش (یوپی) سے درخواست ہے کہ اِن تاریخوں میں صوبائی کانفرنس میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں شرکت فرما کر اسے کامیاب بنائیں۔

جماعتیں اس کانفرنس کے سلسلہ میں خط وکتابت مندرجہ ذیل پتہ پر کریں:

مکرم ڈاکٹر محمد عابد صاحب قریشی۔ احمدی اینڈ کو۔ محلہ بہادر گنج۔ شاہجہانپور۔

Dr. Muhammad Abid Sahib Qureshi,
Ahmadi & Co. Mohalla Bahadur Ganj,
SHAHJAHANPUR (U.P.)

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

ناصرات الاحمدیہ بھارت کا سالانہ اجتماع

بتاریخ ۱۷ر اخاء (نومبر)

تمام لجنات کی اطلاع کے لئے تحریر کیا جاتا ہے کہ اس دفعہ ناصرات الاحمدیہ بھارت کا سالانہ اجتماع انشاء اللہ سترہ نومبر (اخاء) کو ہوگا۔ جس میں حفظ قرآن مجید اور تقریری مقابلہ جات ہوں گے بچیوں کو اچھی طرح تیاری کروائی جائے۔ اور کوشش کی جائے کہ زیادہ سے زیادہ بچیاں مقابلہ جات میں شرکت کریں۔ مقابلہ کے بعد اوّل اور دوم آنیوالی بچیوں کے نام مرکز میں بھجوائے جائیں تاکہ ان کو انعام بھجوایا جائے۔ پروگرام حسب ذیل ہے:-

سات سال سے دس سال تک کی لڑکیاں چھوٹے گروپ میں اور گیارہ سے پندرہ سال تک کی لڑکیاں بڑے گروپ میں شامل ہوں گی۔

(۱) تقریری مقابلہ (بڑا گروپ)
عنوانات:- (وقت چار منٹ فی تقریر)
(i) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوۂ حسنہ
(ii) سادہ زندگی۔
(iii) سیرام المومنین حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ

(۲) تقریری مقابلہ (چھوٹا گروپ)
عنوانات:- (وقت تین منٹ فی تقریر)
(i) سچائی (ii) دیانتداری (iii) آدابِ مجلس

(۳) مقابلہ حفظ قرآن کریم (بڑا گروپ)
سورہ عبس سے سورہ انفطار تک (کل تین سورتیں)

(۴) مقابلہ حفظ قرآن کریم (چھوٹا گروپ)
سورہ القارعۃ سے سورہ الھمزۃ تک (کل چار سورتیں)

(۵) بڑے گروپ کی بچیوں کی عام دینی معلومات کا امتحان بھی ہوگا۔ بچیاں قلم یا پنسل ہمراہ لائیں۔

صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ

اعلان منسوخی وصایا

مندرجہ ذیل وصایا صدر انجمن احمدیہ نے بوجہ بقایا منسوخ کر دی ہیں۔

۱۔ شیخ منیر صاحب ولد شیخ جمعہ صاحب سکنہ کیرنگ حال موسی بنی مائنز　وصیت نمبر ۷۹۰۲
۲۔ تراب خاں صاحب ولد بیتہ خان صاحب　″　″　″　″　″　″　۷۸۹۳
۳۔ شیخ حمید صاحب ولد شیخ جمعہ صاحب　″　″　″　″　″　″　۷۸۹۷
۴۔ سعید احمد صاحب ولد حبیب احمد صاحب سکنہ کلکتہ حال حسین پور الہ آباد　″　۱۳۴۵۹
۵۔ سید حسین صاحب ولد غوث میاں صاحب سکنہ ہبلی (میسور)　″　۱۳۴۶۸
۶۔ مصطفٰے کمال صاحب ولد حکیم عبدالرحمٰن صاحب سکنہ ہبلی (میسور)　″　۱۳۴۶۹
۷۔ عبدالحمید صاحب ملکانہ ولد عبدالرحیم صاحب ملکانہ ساکن حال صالح نگر (یو۔پی)　″　۱۳۶۳۶

(فیصلہ صدر انجمن احمدیہ ۱۷۹ غ م / ۷-۱۰-۶۸)

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

امتحان کتاب "اسلام میں اختلافات کا آغاز"

جملہ احباب جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال کتاب "اسلام میں اختلافات کا آغاز" کا امتحان ۲۷ر اخاء ۱۳۴۷ ہجری شمسی مطابق ۲۷ر اکتوبر ۱۹۶۸ء بروز اتوار ہوگا۔ یہ کتاب ۹۶ صفحات پر مشتمل ہے جو سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معرکۃ الآراء لیکچر ہے اور بے بہا علمی اور قیمتی معلومات پر مشتمل ہے۔ یہ ایک علمی خزانہ ہے جس سے ہر احمدی مرد اور عورت کو فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ یہ کتاب موازی ۵۰ پیسے میں مکرم عبد العظیم صاحب مالک احمدیہ بکڈپو قادیان سے مل سکتی ہے۔ ڈاک خرچ بذمہ خریدار ہوگا۔

دوست ابھی سے اِس امتحان کی تیاری شروع کر دیں۔ اور زیادہ سے زیادہ تعداد میں شامل ہوں۔ اور اپنے ناموں سے مع ولدیت نظارت ہذا کو اطلاع دیں۔ تاکہ اُن کے نام ریکارڈ کئے جاسکیں۔

مبلغین کرام، امراء و صدر صاحبان، سیکرٹریان تبلیغ، زعماء وقائدین صاحبان سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعت کے امیدواروں کی فہرست مع ولدیت مکمل کر کے جلد از جلد نظارت ہذا کو بھجوا دیں۔ اسی طرح جملہ لجنات اماء اللہ سے بھی توقع کی جاتی ہے کہ وہ امتحان میں شامل ہونے والی ممبرات کی فہرستوں سے جلد اطلاع دیں گی۔ اس امر کا لحاظ رکھیں کہ امیدواروں کے نام مع ولدیت و زوجیت کے اندراجات مکمل فہرستیں ارسال فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ آپکے ساتھ ہو۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

جماعتِ احمدیہ کے ستترھویں جلسہ سالانہ کا پروگرام

۲۶ر فتح (دسمبر) ۱۳۴۷ہش ۱۹۶۸ء بروز جمعرات

اجلاسِ اوّل

وقت	پروگرام	مقرر
۹-۱۵ تا ۹-۴۵	تلاوت قرآن کریم و نظم	
۹-۴۵ تا ۱۰-۱۵	افتتاحی خطاب	سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
۱۰-۱۵ تا ۱۱-۰۰	سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم (مکی دور)	محترم قاضی محمد اسلم صاحب ایم اے پرنسپل تعلیم الاسلام کالج ربوہ۔
۱۱-۰۰ تا ۱۱-۴۵	سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (بلحاظ تربیتی کلاس)	محترم شیخ محمد احمد صاحب مظہر ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ لائل پور۔
۱۱-۴۵ تا ۱۲-۰۰	اعلانات	
۱۲-۰۰ تا ۱-۳۰	تیاری نماز	
۱-۳۰ تا ۲-۰۰	نماز ظہر و عصر	

اجلاس دوم

وقت	پروگرام	مقرر
۲-۰۰ تا ۲-۱۵	تلاوت قرآن کریم و نظم	
۲-۱۵ تا ۳-۰۰	صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از روئے قرآن کریم)	محترم مولوی غلام احمد صاحب فرخ مربی سلسلہ احمدیہ
۳-۰۰ تا ۳-۴۵	احمدیت (اسلام کی نشأۃ ثانیہ)	محترم شیخ مبارک احمد صاحب سیکرٹری فضلِ عمر فاؤنڈیشن۔
۳-۴۵ تا ۴-۱۵	نبوتِ محمدیہ کی تاثیرات	قاضی محمد نذیر ناظر اصلاح و ارشاد

۲۷ر فتح (دسمبر) ۱۳۴۷ہش ۱۹۶۸ء بروز جمعۃ المبارک

اجلاسِ اوّل

وقت	پروگرام	مقرر
۹-۱۵ تا ۹-۳۰	تلاوتِ قرآن کریم و نظم	
۹-۳۰ تا ۱۰-۱۵	منکرین ہستی باری تعالےٰ کے شکوک کا ازالہ	محترم مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ امیرِ صوبائی۔
۱۰-۱۵ تا ۱۱-۰۰	فلسفۂ دعا	محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ناظم ارشاد وقفِ جدید صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ
۱۱-۰۰ تا ۱۱-۴۵	بلادِ غربیہ میں عیسائیوں کے جدید رجحانات	محترم میر محمود احمد صاحب ناصر پروفیسر جامعہ احمدیہ
۱۱-۴۵ تا ۱۲-۰۰	اعلانات	
۱۲-۰۰ تا ۱-۰۰	تیاری نماز	
۱-۰۰ تا ۲-۰۰	نماز جمعہ و عصر	

اجلاسِ دوم

وقت	پروگرام	مقرر
۲-۰۰ تا ۲-۱۵	تلاوتِ قرآن کریم و نظم	
۲-۱۵ سے	خطاب	سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔

۲۸ر فتح (دسمبر) ۱۳۴۷ہش ۱۹۶۸ء بروز ہفتہ

اجلاسِ اوّل

وقت	پروگرام	مقرر
۹-۱۵ تا ۹-۳۰	تلاوتِ قرآن کریم و نظم	
۹-۳۰ تا ۱۰-۱۵	خلافتِ راشدہ اور تجدیدِ دین	محترم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل
۱۰-۱۵ تا ۱۱-۰۰	اشاعتِ اسلام کے لئے جماعت احمدیہ کی مساعی۔	محترم حافظ قدرت اللہ صاحب مبلغ ہالینڈ۔
۱۱-۰۰ تا ۱۱-۴۵	اسلامی نماز اور دیگر مذاہب کی عبادتیں۔	محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب جج انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس۔
۱۱-۴۵ تا ۱۲-۰۰	اعلانات	
۱۲-۰۰ تا ۱-۳۰	تیاری نماز	
۱-۳۰ تا ۲-۰۰	نماز ظہر و عصر	

اجلاسِ دوم

وقت	پروگرام	مقرر
۲-۰۰ تا ۲-۱۵	تلاوتِ قرآن کریم و نظم	
۲-۱۵ سے	خطاب	سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز۔

(ناظر اصلاح و ارشاد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ)

قادیان میں جماعتِ احمدیہ کا ستترواں جلسہ سالانہ

بتاریخ ۶-۷-۸ر صلح ۱۳۴۸ہش مطابق ۶-۷-۸ر جنوری ۱۹۶۹ء

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری اور اجازت سے آیندہ جلسہ سالانہ قادیان کی تاریخیں ۶-۷-۸ر صلح ۱۳۴۸ ہجری شمسی مطابق ۶-۷-۸ر جنوری ۱۹۶۹ء رکھی گئی ہیں۔

لہٰذا جملہ پراونشل امراء و عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان اور مبلغین کرام سے درخواست ہے کہ وہ احباب کو جلسہ سالانہ قادیان کی ان تاریخوں سے مطلع بھی کریں۔ اور جلسہ کی رُوحانی برکات سے مستفید ہونے کی تحریک بھی کریں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

درخواستِ دُعا

(۱) — خاکسار کا اکیلا لڑکا عزیز ظفر اللہ جامعہ احمدیہ ربوہ میں تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ عزیز موصوف کی نمایاں کامیابی اور خادمِ دین بننے کیلئے دردمندانہ دعاؤں کی درخواست ہے۔

خاکسار میاں عطاء اللہ شاب گڑھ پاکستان۔

(۲) — خاکسار ایک عرصہ سے کاروباری پریشانیوں سے دوچار ہے۔ تمام احبابِ جماعت سے ان پریشانیوں کے ازالہ کے لئے عاجزانہ دُعا کی درخواست ہے۔

خاکسار فاروق احمد شاہ آباد

—*—